جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور کا
دینی، اصلاحی تبلیغی اور تحقیقی رسالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

235

ماہنامہ علم و عمل لاہور

شوّال ۱۴۴۴ھ
مئی 2023ء

01 برکاتِ رمضان کو کیسے برقرار رکھا جائے؟
05 تجارت میں سچ اور جھوٹ بولنے کے اثرات
06 ماہِ رمضان کے بعد بھی اپنا محاسبہ کرتے رہیے
11 سیل پر چیز کو شریعت کے مطابق بنائیے!
15 ماہ رمضان کے بعد کرنے کے کام
17 ہم باعزت بری ہونا چاہتے ہیں یا دھکے کھا کر؟
29 لوگوں کی سہولت کا پیمانہ
33 مختصر زندگی... طویل اُمیدیں

دین کے کام میں آگے بڑھیے، رسالہ برائے ریکارڈ اپنے پاس محفوظ کیجیے، دوسروں کو لگوا دیجیے، یا پتا دیجیے تاکہ وہ اس دینی علمی تحفہ سے فائدہ اُٹھا سکیں

ماہنامہ علم و عمل لاہور مدیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

برکاتِ رمضان کو کیسے برقرار رکھا جائے؟

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَخَاتَمِ النَّبِیّٖنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَزۡوَاجِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَاَتۡبَاعِہٖ اَجۡمَعِیۡن

ماہِ رمضان کی اَن گنت و بے شمار برکات اور لاجواب وباکمال برکات جو عام مسلمانوں کو بھی نصیب ہو چکی ہوتی ہیں۔ ان میں سے چند برکات ذکر کی جاتی ہیں:

برکات رمضان کیا ہیں؟

برکت نمبر 1 اس میں سب سے بڑی برکت یہ ہوتی ہے کہ عام بندہ کی ماہِ رمضان میں بخشش کر دی جاتی ہے۔ جس نے خوش دلی سے روزے رکھے ہوں، نمازیں پڑھی ہوں اور بخشش چاہتا ہو اسے یہ برکت نصیب ہوتی ہے۔ تو اب اسے چاہیے کہ اسے برقرار رکھا جائے، ختم نہ کیا جائے۔

برکت نمبر 2 ماہِ رمضان شریف میں رزق (کھانے پینے) میں عام بندہ کے لیے بھی اضافہ کر دیا جاتا ہے جس نے بیماری یا بڑھاپہ کی وجہ سے روزہ نہیں بھی رکھنا اس کے رزق میں بھی اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ بچے / بچیاں جو نابالغ ہوتے ہیں ان کے رزق میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے، یہ ماہِ رمضان شریف کی برکات ہی تو ہیں۔ اس برکت کو باقی رکھنے کی صورت یہی ہے کہ ہم حلال طریقہ سے جس طرح سحری اور اِفطاری اکٹھے بیٹھ کر کھاتے پیتے تھے اس طرح سال بھر اکٹھے جمع ہو کر گھر والوں کے ساتھ کھانا پینا بہت باعثِ برکت ہے اور ہمیں یہ برکت بھی باقی اور جاری رکھنی چاہیے۔

برکت نمبر 3 اَعمال کی توفیق بڑھ گئی، ہر مسلمان بندہ کچھ نہ کچھ اعمال پہلے سے زیادہ کرتا رہا۔ اب ایسا نہ ہو کہ عید آنے کے بعد ضروری اعمال بھی ختم کر دے۔ بڑھی ہوئی اور ملی ہوئی برکت کو ہاتھ سے نہ جانے دینا چاہیے۔ لہٰذا نماز کی پابندی اور قرآن کریم کی تلاوت کی پابندی اور خیر خواہی و حسنِ سلوک اور سخاوت جیسے اعمال جاری رکھنے چاہئیں۔

برکت نمبر 4 لباس میں برکت، کہ ماہِ رمضان شریف کی برکت سے بندہ صاف ستھرے کپڑے پہنتا ہے اور پھر عید کے لیے عمدہ کپڑے تیار کرتا ہے، رمضان شریف نہ ہوتا تو عید کہاں سے منائی جاتی؟ یہ لباس میں آئی ہوئی برکت یہ ماہِ رمضان شریف ہی کی تو برکت ہے۔ اسے برقرار رکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہم مرد لوگ اللہ ربّ العزت سے اپنے سفید لباس کو ترجیح دیتے ہوئے کم از کم اپنے لباس کو سنت کے مطابق ڈھالنا شروع کر دیں اور باقی رکھیں۔ اور خواتین اسلامی لباس پہنیں جس میں پردہ اور ستر کا خیال رکھا جائے۔

برکت نمبر 5 مال میں ماہِ رمضان شریف میں برکت اس طرح بڑھتی ہے کہ ڈیوٹی بھی کم ہوتی ہے، پیسے بھی رمضان شریف یا عید کی وجہ سے جلدی مل جاتے ہیں، اور چیزیں بھی بازار میں نئی سے نئی اور اچھی سے اچھی باسہولت مل سکتی ہیں۔ یہ ماہِ رمضان شریف ہی کی تو برکات میں سے ہے۔ آج ہمارا معاشرہ برکت کو چاہتا ہی نہیں، حالاں کہ برکت تو ہمارے گھر میں نہ ہو تو رو رو کر برکت مانگنی اور باقی رکھنی چاہیے۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ ہمیں ماہِ رمضان کی ملی ہوئی برکات کو دائمی بنا دیں اور ہمیں حسنِ تدبیر کے ساتھ انہیں خوش دلی سے باقی رکھنے کی توفیق عطا فرمائیں آمین

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیۡرِ خَلۡقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَاَتۡبَاعِہٖ اَجۡمَعِیۡن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بیاد

حضرت مولانا حکیم الامت مجدد الملت **شاہ محمد اشرف علی** تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ | مسیح الامت حضرت **مسیح اللہ خان** صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ | عارف باللہ حضرت ڈاکٹر **حفیظ اللہ** صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ | شیخ المشائخ الحاج **محمد عشرت علی خان** صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

بہ برکتِ چہار سلسلہ: چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ، قادریہ

بابرکتِ دعا
شیخ الحدیث حضرت مولانا صوفی **محمد سرور** رحمہ اللہ تعالیٰ
بانی جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور

زیرِ سرپرستی
شیخ الاسلام مفتی **محمد تقی عثمانی** دامت برکاتہم العالیہ
شیخ الحدیث دار العلوم کراچی

مدیر
محمد عتیق الرحمن
مہتمم و ناظم جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور

مولانا **عبدالرحیم**
نائب ناظم جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور
0321-4200041

دینِ حق کا ترجمان

235

ماہ نامہ علم و عمل لاہور

جلد نمبر: 21

شمارہ نمبر: 07

MONTHLY **ILM-O-AMAL** — شوال ۱۴۴۴ھ / مئی 2023ء

آپ اپنے رسالہ ماہ نامہ "علم و عمل"، لاہور
جو کہ خالصتاً دینی، علمی، تحقیقی، بزرگوں کا اعتماد شدہ، اکابرین و مشائخ کا پسندیدہ رسالہ ہے کو پڑھ کر گھر میں ایسی جگہ رکھئے جہاں آنے والے مہمان بھی اس سے فائدہ حاصل کر سکیں، اور اگر آپ مزید اپنے لئے صدقہ جاریہ بنانا چاہیں تو کم قیمت پر خرید کر تقسیم کیجئے اور اپنے دوستوں، عزیزوں کو بتادیجئے یا لگوا دیجئے

مشیران گرامی

مفتی محمد حسن صاحب استاذ الحدیث، جامعہ عبداللہ بن عمر، لاہور
مولانا عبدالرحمن صاحب مدرس: جامعہ اشرفیہ لاہور
قاری محمد اسحاق صاحب، مدیر: ماہ نامہ "محاسن اسلام"، ملتان
مولانا مفتی محمد نوید خان صاحب، مدرس: جامعہ عبداللہ بن عمر، لاہور
مولانا محمد عمر فاروق صاحب، مدرس: جامعہ عبداللہ بن عمر، لاہور
مولانا محمد طیب الیاس صاحب، مدرس: جامعہ عبداللہ بن عمر، لاہور

سرکولیشن مینیجر	مولانا زین العابدین صاحب، فون:	0331-4546365
معاون مدیر	مولانا محمد نوید جاوید صاحب، فون:	0302-4143044
مسئول عمومی لاہور	مولانا محمد سرور صاحب، فون:	0322-8405054

قیمت فی شمارہ ... 30 روپے

قیمت سالانہ ...... (مع ڈاک خرچ) 450 روپے

رقم منی آرڈر یا دستی بھیجئے۔ رقم پہنچنے پر رسالہ جاری کیا جاتا ہے

یہ رسالہ کسی کو ہدیہ دینے کے لئے یہاں آپ اپنی مہر یا نام لکھ سکتے ہیں

مدیر ماہ نامہ علم و عمل نے ایشین پرنٹرز سے شائع کروایا

فہرست مضامین

رکاتِ رمضان کو کیسے برقرار رکھا جائے؟	1
سب ٹائٹل	2
اللہ تعالیٰ سے کیے ہوئے عہد کو پورا کیجیے!	4
تجارت میں سچ اور جھوٹ بولنے کے اثرات	5
ماہِ رمضان کے بعد بھی اپنا محاسبہ کرتے رہیے	6
حافظِ قرآن کریم کو ملنے والے اعزازات (قسط نمبر1)	7
دینی مدارس کے خلاف پروپیگنڈہ	8
تکبر بڑی بیماری اور اُس کا علاج	9+10
سیل پر چیز کو شریعت کے مطابق بنائیے!	11
پریشانیوں کی دو قسمیں	12
ماہ شوال کے 6 روزوں کی فضیلت	13
نماز کیا ہے؟	14
ماہ رمضان کے بعد کرنے کے کام	15
ایک مرتبہ درود بھیجنے پر انعاماتِ خداوندی	16
ہم باعزت بری ہونا چاہتے ہیں یا دھکے کھا کر؟	17+18
علماء کرام آمدن کم...خوش حالی زیادہ؟	19
اہمیتِ دین	20
صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے ایمان افروز واقعات	21
تعلیماتِ نبوی اور انہیں قبول کرنے والوں کی مثال	22
امانت سے متعلق مسائل	23
بڑوں سے ملاقات کے آداب اور واقعات	24
پریشانیاں دور کرنے کے اسباب	25+26
قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت کی ایک جھلک	27
حالات کی زنجیریں	28
لوگوں کی سہولت کا پیمانہ	
طلباء کرام! نیتوں کو درست کر لیجیے!	30
بچہ اور قرآن کریم سے محبت و تعلق	31
بچوں میں مطالعہ کی عادت کیسے ڈالیں؟	32
مختصر زندگی...طویل اُمیدیں	33
جامعہ کے شب و روز	34

سونے اور جاگنے کی دُعا

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جب رات میں بستر پر لیٹتے تو اپنا ہاتھ اپنے رُخسار کے نیچے رکھتے اور یہ فرماتے: اَللّٰھُمَّ بِاسْمِکَ اَمُوْتُ وَاَحْیَا (**ترجمہ**: اے اللہ تعالیٰ! میں آپ کے نام کے ساتھ مرتا ہوں اور زندہ ہوتا ہوں)۔

اور جب آپ ﷺ نیند سے بیدار ہوتے تو فرماتے: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَمَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ (**ترجمہ**: تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے ہمیں زندہ کیا اس کے بعد کہ ہمیں موت (نیند) دے دی تھی اور انہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ (صحیح البخاری، رقم الحدیث:5314)

اللہ تعالیٰ سے کیے ہوئے عہد کو پورا کیجیے!

اِنَّ الَّذِیۡنَ یَشۡتَرُوۡنَ بِعَہۡدِ اللّٰہِ وَ اَیۡمَانِہِمۡ ثَمَنًا قَلِیۡلًا اُولٰٓئِکَ لَا خَلَاقَ لَہُمۡ فِی الۡاٰخِرَۃِ وَ لَا یُکَلِّمُہُمُ اللّٰہُ وَ لَا یَنۡظُرُ اِلَیۡہِمۡ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ وَ لَا یُزَکِّیۡہِمۡ ۪ وَ لَہُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ﴿77﴾

ترجمہ: (اس کے برخلاف) جو لوگ اللہ تعالیٰ سے کیے ہوئے عہد اور اپنی کھائی ہوئی قسموں کا سودا کر کے تھوڑی سی قیمت حاصل کر لیتے ہیں ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوگا، اور قیامت کے دن نہ اللہ تعالیٰ ان سے بات کرے گا، نہ اُنہیں (رعایت کی نظر سے) دیکھے گا، نہ اُنہیں پاک کرے گا، اور ان کا حصہ تو بس عذاب ہوگا، انتہائی دردناک!

وَ اِنَّ مِنۡہُمۡ لَفَرِیۡقًا یَّلۡوٗنَ اَلۡسِنَتَہُمۡ بِالۡکِتٰبِ لِتَحۡسَبُوۡہُ مِنَ الۡکِتٰبِ وَ مَا ہُوَ مِنَ الۡکِتٰبِ ۚ وَ یَقُوۡلُوۡنَ ہُوَ مِنۡ عِنۡدِ اللّٰہِ وَ مَا ہُوَ مِنۡ عِنۡدِ اللّٰہِ ۚ وَ یَقُوۡلُوۡنَ عَلَی اللّٰہِ الۡکَذِبَ وَ ہُمۡ یَعۡلَمُوۡنَ ﴿78﴾

ترجمہ: اور اُنہیں میں سے ایک گروہ کے لوگ ایسے ہیں جو کتاب (یعنی تورات) پڑھتے وقت اپنی زبانوں کو مروڑتے ہیں تاکہ تم (ان کی مروڑ کر بنائی ہوئی) اس عبارت کو کتاب کا حصہ سمجھو، حالاں کہ وہ کتاب کا حصہ نہیں ہوتی۔ اور وہ کہتے ہیں کہ یہ (عبارت) اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، حالاں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہوتی۔ اور (اس طرح) وہ اللہ تعالیٰ پر جانتے بوجھتے جھوٹ باندھتے ہیں۔

مَا کَانَ لِبَشَرٍ اَنۡ یُّؤۡتِیَہُ اللّٰہُ الۡکِتٰبَ وَ الۡحُکۡمَ وَ النُّبُوَّۃَ ثُمَّ یَقُوۡلَ لِلنَّاسِ کُوۡنُوۡا عِبَادًا لِّیۡ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ وَ لٰکِنۡ کُوۡنُوۡا رَبّٰنِیّٖنَ بِمَا کُنۡتُمۡ تُعَلِّمُوۡنَ الۡکِتٰبَ وَ بِمَا کُنۡتُمۡ تَدۡرُسُوۡنَ ﴿79﴾

ترجمہ: یہ کسی بشر کا کام نہیں کہ اللہ تعالیٰ تو اسے کتاب اور حکمت اور نبوت عطا کریں اور وہ اس کے باوجود لوگوں سے کہے کہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ۔ اس کے بجائے (وہ تو یہی کہے گا کہ) اللہ والے بن جاؤ، کیوں کہ تم جو کتاب پڑھاتے رہے ہو اور جو کچھ پڑھتے رہے ہو اس کا یہی نتیجہ ہونا چاہیے۔

تفسیر: یہ عیسائیوں کی تردید ہو رہی ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا مان کر گویا یہ دعویٰ کرتے تھے کہ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ہی ان کو اپنی عبادت کا حکم دیا تھا، یہی حال ان بعض یہودی فرقوں کا تھا جو حضرت عزیز علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کا بیٹا مانتے تھے۔

وَ لَا یَاۡمُرَکُمۡ اَنۡ تَتَّخِذُوا الۡمَلٰٓئِکَۃَ وَ النَّبِیّٖنَ اَرۡبَابًا ؕ اَیَاۡمُرُکُمۡ بِالۡکُفۡرِ بَعۡدَ اِذۡ اَنۡتُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ ﴿80﴾

ترجمہ: اور نہ وہ تمہیں یہ حکم دے سکتا ہے کہ فرشتوں اور پیغمبروں کو خدا قرار دے دو، جب تم مسلمان ہو چکے ہو تو کیا اس کے بعد وہ تمہیں کفر اختیار کرنے کا حکم دے گا؟

تکبر، بغض، دُشمنی، غیبت، جھوٹ، جھگڑا، چغلی اور ظلم وغیرہ سے مکمل بچت رکھیے!

الحدیث: ترجمہ، خفیہ صدقہ اللہ تعالیٰ کے غصہ کو ٹھنڈا کر دیتا ہے۔ (الترغیب والترھیب: 513، اسنادہ ضعیف)

تجارت میں سچ جھوٹ بولنے کے اثرات

مولانا محمد طیب الیاس صاحب

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اَلتَّاجِرُ الصَّدُوْقُ الْاَمِیْنُ مَعَ النَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَاءِ. (جامع ترمذی، ابواب البیوع، باب ماجاء فی التجار....:1209، اسنادہ حسن)

ترجمہ: سچا اور امانت دار تاجر (قیامت کے دن) نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔"

حضرت رِفاعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اِنَّ التُّجَّارَ یُبْعَثُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فُجَّارًا اِلَّا مَنِ اتَّقَی اللّٰہَ وَ بَرَّ وَصَدَقَ. (جامع ترمذی، ابواب البیوع، باب ماجاء فی التجار:1210، حسن صحیح)

ترجمہ: "بے شک تاجر قیامت کے دن فاجروں کے ساتھ اُٹھائے جائیں گے سوائے اُس تاجر کے جو پرہیز گار رہا، (اپنے اعمال میں) نیکی اختیار کی اور باتوں میں سچا رہا۔"

تجارت کسبِ معاش (کمائی کرنے کا) بہترین طریقہ ہے، اگر اِسے جائز طریقے اور شرعی اصولوں کے مطابق انجام دیا جائے تو دنیا کے لحاظ سے یہ تجارت نفع بخش ہوگی، اور آخرت کے لحاظ سے بھی یہ بلند درجات اور عظیم ثواب کا باعث ہوگی۔

زاویہ نگاہ تبدیل کیجیے! تجارت اگرچہ دنیا کے حصول اور مالی نفع کے لیے کی جاتی ہے، تاہم یہ اللہ تعالیٰ کا فضل واحسان ہے کہ زاویہ نگاہ اگر تھوڑا سا تبدیل ہو جائے اور تاجر یہ سوچ لے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے...حلال روزی کی تلاش، حلال کمائی سے اپنے متعلقین کی ضروریات کا پورا کرنا، ماتحتوں کے حقوق ادا کرنا، غریب ونادار لوگوں کی مدد کرنا، نیز وہ تجارت بھی اِسلامی اصولوں کے تحت کی جائے تو اُس کی بڑی فضیلت مذکور ہے۔

نیک نیت تاجر کا اعزاز پہلی حدیث پاک میں نیک نیت اور نیک تاجروں کا ذکر ہے، جو حلال کمانے کا اِرادہ کرتے ہیں، ایسے لوگوں کا حشر بھی اچھا ہوگا، وہ اپنی نیک نیتی، سچائی اور امانت داری کی وجہ سے قیامت کے دن اعلیٰ درجات پانے والے ہوں گے۔

بدنیت تاجر کا اَنجام دوسری حدیث پاک میں اُن تاجروں کا ذکر ہے، جو تجارت کرتے ہیں حلال وحرام کی تمیز کیے بغیر، اُن کا مقصد صرف مال ودولت کو جمع کرنا ہوتا ہے، خواہ اس کے لیے انھیں جھوٹ، فریب، دغابازی کا سہارا ہی کیوں نہ لینا پڑے۔ ایسے تجارت پیشہ افراد کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے "فاسق وفاجر" فرمایا ہے اور اُن کا حشر بھی قیامت کے دن بُرے لوگوں کے ساتھ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے آمین

ماہِ رمضان کے بعد بھی اپنا محاسبہ کرتے رہیے!

انتخاب
مولانا عبدالرحمٰن صاحب
ابن حضرت صوفی محمد سرور صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

ماہِ رمضان المبارک گزرنے کے بعد اب ہمیں اپنا محاسبہ کرتے ہوئے یہ دیکھنا اور سوچنا ہے کہ.......

روزے کی حالت میں ہم اللہ تعالیٰ کا حکم مانتے ہوئے اگر حلال چیزوں (کھانے پینے) سے بھی اجتناب کر سکتے ہیں تو کیا مشکل ہے کہ عام دنوں میں اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں سے اجتناب کیوں نہیں کرتے؟

اگر ہم اس قدر صبر کا مظاہرہ کر لیتے ہیں کہ شدید گرمی اور پیاس کے باوجود پانی صرف اس لیے نہیں پیتے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ نہیں پینا، تو پھر عام دنوں میں اسی ذاتِ مقدس کے احکام کی خلاف ورزی کیوں کرتے رہتے ہیں؟

روزے کی حالت میں ہمیں کھانے پینے کے لاکھ مواقع میسر ہوں اور کوئی دیکھ بھی نہ رہا ہو تو پھر بھی ہمیں یہ احساس رہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے لیکن کیا وجہ ہے کہ ماہِ رمضان گزرتے ہی ہمارے اندر سے یہ احساس ختم ہو جاتا ہے اور ہم اسی اللہ تعالیٰ کے دیکھنے کے باوجود گناہ کا کوئی بھی کام کرنے سے دریغ نہیں کرتے؟

روزہ ہمیں ضبطِ نفس کا اس قدر پابند بناتا ہے کہ ہم نفسانی خواہش کے غلام بننا تو دور کی بات، بدنظری سے بھی اجتناب کرنے لگتے ہیں کہ کہیں ہمارا روزہ خراب نہ ہو جائے، لیکن رمضان المبارک کے گزرتے ہی ہماری آنکھوں میں وہ حیا اور ضبط کیوں باقی نہیں رہتا؟

روزہ ہمیں اس قدر کمالِ ضبط سے متصف کرتا ہے کہ ہم جھوٹ، غیبت، فحش گوئی اور بدزبانی سے اِجتناب کی کوشش کرتے ہیں، لیکن روزوں کے اختتام پر ہمارا رویہ ایسا ہو جاتا ہے کہ جیسے اب ہمیں ان سب برے کاموں کی اجازت مل گئی ہو، ایسا کیوں ہوتا ہے؟

ماہِ رمضان سے بھرپور فائدہ اُٹھایئے!

ہمیں ان سب باتوں، ان کی وجوہات اور ان کے حل پر غور کرنا چاہیے اور اپنے آپ کو ایمان کے اس سانچے میں ڈھالنا چاہیے جس سے یہ نمایاں ہو کہ ماہِ رمضان المبارک نے واقعی ہماری تربیت کی ہے۔ اور اگر خدانخواستہ ہم ماہِ رمضان کے بعد دوبارہ پہلے جیسی روش اپنا لیتے ہیں اور دوبارہ اخلاقی کوتاہیوں کے شکار ہو جاتے ہیں تو سمجھ لیجیے کہ ہم ماہِ رمضان المبارک سے فائدہ نہیں اُٹھا پائے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی اصلاح کی توفیق دے آمین

رات کے وقت سفر کی برکت

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”رات کے وقت سفر کیا کرو، کیوں کہ رات میں زمین لپیٹ دی جاتی ہے (یعنی موسم کے معتدل و متوازن اور سوار و سواری کے چاق و چوبند ہونے کی وجہ سے مسافت جلدی طے ہو جاتی ہے۔ (ابوداؤد 2573، اسنادہ صحیح)

قول عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ: ترجمہ، لالچ فقر کی نشانی ہے۔ (حیاۃ الصحابۃ 391/3)

حافظِ قرآن کریم کو ملنے والے اعزازات (قسط نمبر1)

ابو ناجیہ لاہور

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، یہ کتابِ ہدایت ہے، یہ اَبدی معجزہ ہے، اِس کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے لیا ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی حفاظت کا کام مختلف لوگوں سے لیا ہے، قرآن پاک کے اَلفاظ کی حفاظت فرمائی کہ چھوٹے چھوٹے بچے اِس مبارک کلام کو اپنے سینوں میں محفوظ کر لیتے ہیں، بہت خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو قرآن پاک کو یاد کرتے ہیں، اُس کے معانی اور مقاصد سے واقفیت حاصل کرتے ہیں اور اُس پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

حافظِ قرآن کے اِعزازات احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں حفّاظِ قرآن کو ملنے والے چند اِعزازات یہ ہیں:

1 اعلیٰ مقام و مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”صاحبِ قرآن سے (قیامت کے دِن) کہا جائے گا کہ قرآن شریف پڑھتا جا اور جنت کے درجوں پر چڑھتا جا، اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھ جیسا کہ تو دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرتا تھا، بس تیرا مرتبہ وہی ہے جہاں آخری آیت پر پہنچے۔“

(سنن ابی داود، باب استحباب الترتیل فی القراۃ 1464، اسنادہ حسن)

صاحب قرآن سے بظاہر حافظ قرآن مراد ہے، اور ترتیل لغت میں صاف اور واضح طور سے پڑھنے کو کہتے ہیں اور شریعت میں کئی چیزوں کی رعایت کرتے ہوئے تلاوت کرنے کو کہتے ہیں، مثلاً مخارج سے حروف کی ادائیگی رموز واوقاف کا لحاظ، حرکات واضح پڑھنا وغیرہ۔

2 مقربین کی صحبت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”قرآن کریم کا ماہر اُن فرشتوں کے ساتھ ہے جو میر منشی اور نیکوکار ہیں۔“

(صحیح بخاری، کتاب تفسیر القرآن، رقم الحدیث: 4937)

قرآن شریف کا ماہر وہ کہلاتا ہے جس کو یاد بھی خوب ہو اور وہ پڑھتا بھی خوب ہو، اور اگر معانی و مراد پر بھی قادر ہو تو پھر کیا کہنا۔ فرشتوں کے ساتھ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ماہرِ قرآن کریم حشر میں فرشتوں کے ساتھ جمع ہوگا۔

3 خاص لوگ حضرت اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کے لیے لوگوں میں سے بعض لوگ خاص گھر کے لوگ ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: وہ کون لوگ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: قرآن شریف والے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اہل اور خواص ہیں۔“ (سنن ابن ماجہ، باب فضل من تعلم القرآن وعلم، رقم الحدیث: 215، اِسنادہ حسن)

قرآن شریف والے لوگ وہ ہیں جو ہر وقت کلامِ پاک میں مشغول رہتے ہوں، جب وہ ہر وقت کلامِ پاک میں مشغول رہتے ہیں تو اَلطاف (انعامات) باری بھی ہر وقت اُن کی طرف متوجہ رہتے ہیں، اور جو لوگ ہر وقت کے پاس رہنے والے ہوں وہ اہل اور خواص ہوتے ہیں۔......

(**بقیہ**، ص: 30 پر)

دینی مدارس کے خلاف پروپیگنڈہ

مولنا محمد نوید جاوید حفظہ اللہ

آج کی فضاء میں طرح طرح کے نعرے، طرح طرح کے پروپیگنڈے، طرح طرح کے اعتراضات ان دینی مدارس پر کئے جارہے ہیں۔ اعتراضات اور طعنوں کا ایک سیلاب ہے، جو مدارس کی طرف بہایا جارہا ہے۔ یہ اعتراضات کچھ تو ان کی طرف سے ہیں جو دِین کے دشمن، اسلام کے دشمن اور اس زمین پر اللہ تعالیٰ کے کلمہ کے غلبہ کے دشمن ہیں وہ ان مدارس کے خلاف پروپیگنڈہ کرتے ہیں۔ لیکن بعض اوقات اچھے خاصے پڑھے لکھے اور دین سے تعلق رکھنے والے بھی اس پروپیگنڈہ کا شکار ہوجاتے ہیں، دانستہ یا غیر دانستہ طور پر ان دینی مدارس کے بارے میں طرح طرح کے خیالات ان کے دلوں میں پیدا ہوجاتے ہیں۔

مولوی کے ہر کام پر اعتراض

(حضرت مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ تعالیٰ) بعض اوقات ہنسی میں فرمایا کرتے تھے کہ ’’یہ مولوی ملامتی فرقہ ہے‘‘ یعنی جب کہیں دنیا میں کوئی خرابی ہوگی تو لوگ اس کو مولوی کی طرف موڑنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مولوی کوئی بھی کام کرے، اس میں کوئی نہ کوئی اعتراض کا پہلو ضرور نکال لیتے ہیں۔ مولوی اگر بیچارہ گوشہ نشین ہے اور اللہ، اللہ کر رہا ہے، قال اللہ، قال الرسول کا درس دے رہا ہے تو اعتراض یہ ہے کہ یہ مولوی دنیا سے بے خبر ہے، دنیا کہاں جارہی ہے، ان کو اپنے بسم اللہ کے گنبد سے نکلنے کی فرصت نہیں اگر کوئی مولوی بیچارہ اصلاح کے لیے یا کسی اجتماعی کام کے لیے گوشہ سے باہر نکل آئے تو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ مولوی صاحب کا تو کام تھا مدرسہ میں بیٹھ کر اللہ اللہ کرنا اور آج یہ سیاست میں اور حکومت کے معاملات میں دخل انداز ہورہے ہیں۔ اگر مولوی بیچارہ ایسا ہو کہ اس کے پاس مالی وسائل کا فقدان ہو، فقر و تنگ دستی کا شکار ہو تو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے طالب علموں کے لیے مالی وسائل کا انتظام نہیں کر رکھا ہے، یہ مدرسہ سے نکل کر کہاں جائیں گے؟ کہاں سے روٹی کھائیں گے؟ کہاں سے گزارہ ہوگا؟ اور اگر کسی مولوی کے پاس پیسے زیادہ آگئے تو کہتے ہیں کہ لیجیے یہ مولنا صاحب ہیں؟ یہ تو لکھ پتی اور کروڑ پتی بن گئے، ان کے پاس تو دولت آگئی، تو اس بیچارے مولوی کی کسی حالت میں معافی نہیں۔

یہ جماعت اسلام کے لیے ڈھال ہے

بعض لوگ باقاعدہ اہتمام کے ساتھ، پروپیگنڈہ کرکے اہلِ علم اور طلباء کے خلاف بدگمانیاں پھیلا رہے ہیں۔ خوب سمجھ لیجیے! یہ اسلام دشمنی ہے اس لیے کہ اسلام کے دشمن اس حقیقت سے واقف ہیں کہ اس روئے زمین پر جو طبقہ الحمدللہ تعالیٰ! اسلام کے لیے ڈھال بنا ہوا ہے وہ یہی بوریہ نشینوں کی جماعت ہے، انہیں بوریہ پر بیٹھنے والوں نے الحمدللہ تعالیٰ! اِسلام کے لیے ڈھال کا کام کیا ہے، اسلام دشمن لوگ جانتے ہیں کہ جب تک مولوی اس روئے زمین پر موجود ہے اِن شاء اللہ تعالیٰ اس زمین سے اسلام کا نشان نہیں مٹایا جا سکتا ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ جس جگہ پر یہ بوریہ نشین مولوی ختم ہوگئے وہاں اسلام کا کس طرح حلیہ بگاڑا گیا۔

(اصلاحی خطبات 90/7)

بسلسلہ اصلاحی مجالس

حضرت مولانا صوفی محمد سرور صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ

بانی جامعہ عبداللہ بن عمر، لاہور

تکبر بڑی بیماری اور اُس کا علاج

اخذ و ترتیب

مولانا مفتی محمد نوید خان صاحب لاہور

تکبر بڑا ڈاکو ہے سنت کا پورا اتباع کرے کہ تمام اقوال، افعال اور اخلاق سنت کے مطابق ہو جائیں تکبر اور دوسری سب بری عادتیں نکل جائیں۔ تکبر بہت بڑا راہزن (ڈاکو) ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکتا ہے اس لئے تکبر کی اصلاح بہت ضروری ہے۔ جب تک تکبر کی اصلاح نہ ہو دوسرے اخلاق میں بھی کمزوری رہتی ہے۔ تکبر بہت بری بیماری ہے، بہت بڑا عیب ہے اس کو دور کرنا نہایت ضروری ہے۔ جب تک تکبر رہتا ہے کہ دل کی اصلاح نہیں رہتی۔ اس لئے بڑی کوشش سے تکبر کی اصلاح کروانی چاہیے تا کہ بالکل تکبر نکل جائے۔ پھر دوسرے اخلاق کی اصلاح بھی آسان ہوتی ہے۔ تکبر جب تک رہے تو دوسرے اَخلاق بھی بُرے رہتے ہیں کیوں کہ تکبر سے بہت سے بُرے اَخلاق پیدا ہوتے ہیں۔ تکبر خود بھی گناہ ہے اور بہت سے گناہوں کا ذریعہ ہے۔ مثلاً حسد، بغض، ریا، عجب یعنی خود بینی یہ تکبر سے پیدا ہوتے ہیں۔

خود بینی سے بچنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو چین کا بنا ہوا شیشہ کسی نے ہدیہ دیا وہ رکھوا دیا۔ ایک دفعہ خادم کو کہا کہ اس شیشے کو لاؤ۔ خادم کے ہاتھ سے وہ گر کر ٹوٹ گیا۔ خادم نے کہا کہ.....

از قضا آئینۂ چینی شکست

(اللہ تعالیٰ کی قضا سے چین کا آئینہ ٹوٹ گیا)۔

فوراً فرمایا: خوب شد سامانِ خود بینی شکست

(یعنی اچھا ہو گیا اپنے آپ کو دیکھنے کا آلہ ٹوٹ گیا)، کیوں کہ شیشے میں اپنا آپ نظر آتا تھا، اب اپنا آپ نظر نہیں آئے گا۔ اپنا آپ نظر آئے اور اپنے کو بڑا سمجھے یہ عجب (خود بینی) ہے۔

ساری عمر شیشہ نہ دیکھنے والے بزرگ

عتیق کے نانا جی تھے (یعنی حضرت والا کے خسر صاحب) انھوں نے کہا کہ میں نے عمر بھر شیشہ نہیں دیکھا۔ مجھے اس بات سے بڑی حیرت ہوئی۔ وجہ یہ ہے کہ اس میں اپنا آپ نظر آتا ہے۔ ذرا اچھی شکل نظر آئے تو خوشی بھی ہوتی ہے کہ میں تو اچھا ہوں میری شکل بڑی اچھی ہے۔ یہ کمال کی بات ہے کہ ساری عمر شیشہ دیکھا ہی نہیں۔ بڑے لوگوں کا یہ کام ہے، ہر ایک کا یہ کام نہیں۔ ہماری تو روزانہ نظر پڑتی ہے۔ اپنا آپ نظر آ ہی جاتا ہے۔

یہاں سرفروشوں کی سرداریاں ہیں بہر حال تکبر بہت بڑا ڈاکو ہے۔ جو آدمی نیکی کی طرف چلتا ہے، یہ تکبر اس کو روک دیتا ہے۔ یہاں سرفروشوں کی سرداریاں ہیں۔ یعنی دین میں سرفروشوں کی سرداریاں ہیں۔ یہ حضرت مفتی (محمد حسن) صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ پڑھا کرتے تھے۔ جو سر فروش ہو، اپنے آپ کو چھوٹا سمجھے اوروں کو بڑا سمجھے وہی سردار ہوتا ہے۔ مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰہِ رَفَعَہُ اللّٰہُ (مسند الشہاب للقضاعی:335، حسن لغیرہ) یعنی جو اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے تواضع اختیار کرتا ہے، اللہ تعالیٰ

اس کو بلند کرتے ہیں، عزت دیتے ہیں۔ اس لیے تکبر کا علاج کرنا اور تواضع اختیار کرنا بہت ضروری ہے۔

تکبر کے مختلف علاج

1 تکبر کا ایک علاج یہ ہے کہ ایسے کام کرے جو چھوٹے طبقے کے لوگ کرتے ہیں۔ اس سے دل پر اثر ہوگا اور تکبر دور ہوگا۔ اس کی ایک صورت یہ ہے کہ پیوند لگے کپڑے پہنے یا لوگوں کے جوتے سیدھے کرے یا کپڑے کچھ میلے پہن لے (زیادہ میلے نہ ہوں)۔ اس قسم کے کاموں سے اپنے آپ کو عملی طور پر چھوٹا دکھائے گا تو دل میں بھی بڑائی ختم ہو جائے گی۔ تکبر دور ہو جائے گا اور اپنے آپ کو چھوٹا سمجھنا شروع کر دے گا۔

2 ایک علاج یہ بھی ہے کہ جب کوئی تعریف کرے تو زبان سے یا دل سے کہہ دے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا اِنعام ہے، میرا کوئی کمال نہیں۔ کوئی اپنے متعلق اچھی بات ذہن میں آئے تو اس وقت بھی یہ سوچے کہ اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہے، میرا کوئی کمال نہیں ہے۔

3 ایک علاج یہ ہے کہ غریب لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہے، خاص طور پر باجماعت نماز پڑھے، کیوں کہ جماعت کی نماز میں زیادہ تر غریب لوگ ہی آتے ہیں۔ غریبوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا رکھے۔

4 ایک علاج یہ بھی ہے کہ سلام میں پہل کرے۔

تکبر بڑی مشکل سے جاتا ہے

تکبر بہت سخت اور بہت بُری بیماری ہے اور بہت مشکل سے جاتی ہے۔ اس لئے اس کی ضرور کوشش کرنی چاہئے کہ آدمی تکبر سے بچے۔ ذرا سمجھدار ہو تو یہ آیت بار بار پڑھے (سوچے) کہ وَلَـهُ الْـكِبْـرِيَـآءُ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْم (سورہ الجاثیۃ، آیت:37)

ترجمہ: صرف بڑائی اللہ تعالیٰ کے لئے ہے آسمانوں میں اور زمین میں، وہ غالب ہیں حکمت والے ہیں۔

سب کمالات اللہ تعالیٰ کے ہیں

سب کمالات تو اللہ تعالیٰ کے ہیں ہمارا ظاہر و باطن تو عیبوں سے بھرا ہوا ہے ہماری عبادت بھی ان کی شان کے لائق نہیں ہے۔ اپنی عبادت کو گھٹیا (کم درجے) کی سمجھے اور توبہ واستغفار کرے کہ یا اللہ! اس توبہ کی برکت سے میری عبادت کو عبادت شمار فرما لیجیے۔ توبہ کی برکت سے عبادت نیکی میں شمار ہو جاتی ہے جیسے کہ فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ (سورۃ الفرقان، آیت:70) (اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی برائیوں کو نیکیوں میں بدل دیتے ہیں) کی ایک تفسیر میں کہا گیا ہے۔

(**بقیہ**، ص:26 کا) لاچاری) میں گرفتار ہوتا ہے تو اُس پر صبر کرتا ہے (اور اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہتا ہے) تو وہ بدحالی اُس کے لیے باعثِ خیر بن جاتی ہے (اور رضا وتسلیم کا بلند ترین مقام میسر آجاتا ہے) (صحیح مسلم، باب المؤمن امرہ کلہ خیر:2999)

7 مسلمانوں کی پریشانیوں کو دور کرنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جو شخص کسی مؤمن سے کوئی دنیا کی سختی دور کر دے تو اللہ تعالیٰ اُس پر آخرت کی سختیوں میں سے ایک سختی دور کرے گا (صحیح مسلم، باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن وعلی الذکر:2699)

جو شخص دنیا میں کسی غم زدہ کی مصیبت اور غم دور کرے گا تو اللہ تعالیٰ اُس سے آخرت کے مصائب میں سے بڑی مصیبت کو دور کرے گا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ

سیل پر چیز کو شریعت کے مطابق بنائیے!

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اللہ تعالیٰ کی مدد (تجارت میں) شرکاء کے ساتھ ہوتی ہے جب تک اُن میں کوئی خیانت نہ کرے۔ اور جب ان میں کوئی خیانت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان دونوں سے اپنی مدد اٹھا لیتے ہیں۔

(سنن الدار قطنی، رقم الحدیث 2934، اِسنادہ ضعیف)

ایک دوسری حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں (تجارت میں) دو شریکوں کا تیسرا ہوتا ہوں جب تک اُن میں سے ایک اپنے ساتھی کے ساتھ خیانت نہ کرے، اور جب خیانت کرتا ہے تو میں ان دونوں کے درمیان سے نکل جاتا ہے۔

(سنن ابی داؤد، رقم الحدیث 3383، حسن لغیرہ)

سیل پر چیز شریعت کے مطابق نہ ہو تو ہمارا دنیا کا فائدہ تو ہوسکتا ہے لیکن آخرت کا نقصان بہت بڑا ہے۔ جسم کا فائدہ تو ہوسکتا ہے مگر روح کا نقصان بہت بڑا ہے۔ عارضی فائدہ تو ہوسکتا ہے مگر دائمی نقصان بہت بڑا ہے۔ فیملی اور لوگوں کو تو دھوکہ دیا جاسکتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کو دھوکہ دیا ہی نہیں جاسکتا لیکن پھر بھی ایسی حرکت کرنے کا نقصان بہت بڑا ہے، ہوشیاری و چالاکی سے کمایا تو جاسکتا ہے (شریعت کے خلاف) مگر بھگتنے کا نقصان بہت بڑا ہے کیوں نہ ہم لوگ اپنی سیل پر چیز کو شریعت کے مطابق بنا کر اپنے کاروبار و آمدن کو بابرکت بنالیں اور شریعت کے تمام پہلوؤں کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی خرید و فروخت کو، تجارت کو اور بڑھائیں۔ اس میں مزید برکت چاہتے ہیں تو تقویٰ کی آمیزش مسلسل رکھیں۔ سنت کے خلاف کاروبار نہ ہو۔ گناہوں کی آمیزش بیچ میں نہ ہو، نگاہوں کی مکمل حفاظت ہو۔ ناپنے تولنے کا معاملہ ہے تو پیمانہ پورا ہو، خریدنے والا نہ بھی دیکھ رہا ہو تو بیچنے والے کو امانت و دیانت کا ثبوت دینا چاہیے۔ تجارت میں بہت برکات رکھی گئی ہیں، ہمیں نظر اس لیے نہیں آتیں کہ ہم اسے سنت کے مطابق نہیں کر پاتے اور نمازوں کے اوقات میں خرید و فروخت اور کاروبار کو وقفہ نہیں دیتے اور جب کسی کو چیز تول کر دیتے ہیں تو بہت سے لوگ وزن کرنے میں ڈنڈی مار جاتے ہیں۔ اپنی ہوشیاری دکھاتے ہوئے اگلے سے پیسے پورے وصول کیے جاتے ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ ہم نے بڑی ہوشیاری کا کام کیا ہے لیکن ایسا کرنے والے کو یہ سمجھ نہیں آتی کہ آپ لوگ جب منڈی سے لینے جاتے ہیں تو وہ بھی آپ کے ساتھ اسی طرح ڈنڈی مار سکتے ہیں ڈنڈی مارنے کے لیے زیادہ ہوشیار بننے کی ضرورت نہیں ہے۔ اپنی ہوشیاری و سمجھ داری دکھلانی اور بتانی ہے تو شریعت کے قوانین کے مطابق خرید و فروخت کی جائے۔ حدیث شریف کے مطابق سچا امانت دار تاجر انبیاء، صدیق اور شہداء کے ساتھ اٹھایا جائے گا

(جامع ترمذی، باب ماجاء فی التجار.....:1209، اسنادہ حسن)

اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائیں آمین ثم آمین

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ

پریشانیوں کی دو قسمیں

مولانا منیر احمد صاحب علوی

جب انسان کسی پریشانی میں ہو یا کسی بیماری یا تکلیف میں ہو یا افلاس اور تنگ دستی میں ہو یا قرض کی پریشانی یا بے روزگاری کی پریشانی میں ہو یا گھر کی طرف سے پریشانی ہو، اس قسم کی جتنی پریشانیاں جو انسان کو دنیا میں پیش آتی ہیں یہ دو قسم کی ہوتی ہیں:

پہلی قسم کی پریشانیاں وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے قہر و عذاب ہوتا ہے۔ گناہوں کی اصل سزا تو انسان کو آخرت میں ملنی ہے، لیکن بعض اوقات اللہ تعالیٰ انسان کو دنیا میں بھی عذاب کا مزہ چکھا دیتے ہیں۔ جیسے قرآن کریم میں ارشاد ہے، ترجمہ: آخرت میں جو بڑا عذاب آنے والا ہے ہم اس سے پہلے دنیا میں بھی تھوڑا سا عذاب چکھا دیتے ہیں، تا کہ یہ لوگ اپنی بداعمالیوں سے باز آجائیں۔ (سورۃ السجدۃ، آیت:21)

دوسری قسم کی پریشانیاں اور دوسری قسم کی تکالیف و پریشانیاں وہ ہوتی ہیں جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے بندے کے درجات بلند کرنے ہوتے ہیں اور اس کے درجات کی بلندی اور اس کو اجر و ثواب دینے کے لیے اس کو تکلیفیں دی جاتی ہیں۔ ’’تکالیف‘‘ اللہ تعالیٰ کا عذاب ہیں لیکن دونوں قسم کی پریشانیوں اور تکالیف میں فرق کس طرح کریں گے کہ یہ پہلی قسم کی پریشانی ہے یا دوسری قسم کی پریشانی ہے؟ ان دونوں قسموں کی پریشانیوں اور تکالیف کی علامات الگ الگ ہیں۔ وہ یہ کہ اگر انسان ان تکالیف کے اندر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا چھوڑ دے اور اس تکلیف کے نتیجہ میں وہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر کا شکوہ کرنے لگے، مثلاً یہ کہنے لگے کہ (نعوذ باللہ تعالیٰ) اس تکلیف اور پریشانی کے لیے میں ہی رہ گیا تھا، میرے اوپر یہ تکلیف کیوں آرہی ہے؟ یہ پریشانی مجھے کیوں دی جارہی ہے؟ وغیرہ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیئے ہوئے احکام چھوڑ دے، مثلاً نماز پڑھتا تھا اب تکلیف کی وجہ سے نماز پڑھنا چھوڑ دیا یا پہلے ذکر و اذکار کے معمولات کا پابند تھا اب وہ معمولات چھوڑ دیئے اور اس تکلیف کو دور کرنے کے لیے دوسرے ظاہری اسباب تو اختیار کر رہا ہے لیکن اللہ تعالیٰ سے توبہ و استغفار نہیں کرتا، دعا نہیں کرتا۔ یہ اس بات کی نشانیاں ہیں کہ جو تکلیف اس پر آئی ہے یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس انسان پر قہر و عذاب ہے اور سزا ہے۔ ’’تکالیف‘‘ اللہ تعالیٰ کی رحمت بھی ہیں اور اگر تکالیف آنے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کر رہا ہے اور دعا کر رہا ہے کہ یا اللہ تعالیٰ! میں کمزور ہوں اس تکلیف کو برداشت نہیں کر سکتا، یا اللہ تعالیٰ! مجھے اس تکلیف سے اپنی رحمت سے نجات دیجیے اور دِل کے اندر اس تکلیف پر شکوہ بھی نہیں ہے وہ اس تکلیف کا احساس تو کر رہا ہے، رو بھی رہا ہے، رنج و غم کا اظہار بھی کر رہا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر شکوہ نہیں کر رہا بلکہ اس تکلیف میں وہ پہلے سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگ رہا ہے، تو یہ اس بات کی نشانی ہے کہ یہ تکلیف اللہ تعالیٰ کی طرف بطورِ ترقی درجات ہے اور یہ تکالیف اس کے لیے اجر و ثواب کا سبب ہیں اور یہ تکلیف بھی اس کے لیے رحمت ہے، اور یہ اللہ تعالیٰ کی محبت کی نشانی ہے۔

ماہِ شوال کے چھ روزوں کی فضیلت

مصطفیٰ ہارون

عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنصَارِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ اَتْبَعَہُ سِتًّامِنْ شَوَّالٍ کَانَ کَصِیَامِ الدَّھْرِ

(صحیح مسلم، باب استحباب صوم ستۃ ایام من شوال، رقم الحدیث:204)

ترجمہ: حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ارشادفرمایا جس نے ماہِ رمضان کے روزے رکھے اس کے بعد شوال کے مہینہ کے چھ روزے رکھے تو گویا اس نے ہمیشہ روزے رکھے۔

دوسری حدیث شریف میں ہے: عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَاقَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَاَتْبَعَہُ سِتًّامِنْ شَوَّالٍ خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِہٖ کَیَوْمٍ وَلَدَتْہُ اُمُّہٗ (المعجم الاوسط، رقم الحدیث:8622، اِسنادہ ضعیف)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جس نے رمضان کے روزے اور اس کے بعد شوال میں چھ روزے رکھے وہ اپنے گناہوں سے ایسا پاک ہوگیا جیسا ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے بعد پاک تھا۔

36 روزوں کا ثواب

رمضان اگر اُنتیس دن کا ہو تب بھی اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے تیس روزوں کا ثواب دیتے ہیں اور شوال کے چھ روزے شامل کرنے کے بعد روزوں کی تعداد 36 ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے کریمانہ قانون: اَلْحَسَنَۃُ بِعَشَرِ اَمْثَالِھَا

(ابن ماجہ، باب ما جاء فی الصیام وفضلہ:1638، اِسنادہ صحیح)

(یعنی ایک نیکی کا ثواب دس گنا) کے مطابق 36 روزوں کا ثواب دس گنا کے حساب سے 360 روزوں کے برابر ہو جاتا ہے اور قمری پورے سال کے دِن 360 سے کم ہی ہوتے ہیں۔ لہذا جس نے پورے رمضان المبارک کے روزے رکھنے کے بعد شوال میں چھ نفلی روزے رکھے وہ اس حساب سے 360 روزوں کے ثواب کا مستحق ہوگا۔ پس اجر وثواب کے لحاظ سے یہ ایسا ہی ہوا جیسے کوئی بندہ سال کے 360 دِن مسلسل روزے رکھے۔

مسئلہ: یہ شوال کے چھ روزے شوال کے مہینہ میں کسی بھی دن رکھے جا سکتے ہیں۔ لگاتار رکھنا کوئی ضروری نہیں اور نہ ہی عید کے دوسرے دن سے شروع کرنا ضروری ہے بلکہ پورے مہینہ میں کسی بھی دن رکھے جا سکتے ہیں۔ (الدرالمختار 435/2)

مسئلہ: اگر ماہِ شوال کا روزہ رکھ کر کسی نے توڑ دیا تو صرف قضاء لازم آئے گی اس کے بدلہ میں ایک روزہ رکھنا ہوگا۔ (بدائع الصنائع 300/2)

دعائے نبی ﷺ: ترجمہ: اے اللہ تعالیٰ! میری امت کے لیے صبح کے اوقات میں برکت ڈال دے۔ (ابن ماجہ:2236 اسنادہ صحیح)

مولانا
محمد انور شفیع صاحب

نماز کیا ہے؟

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَلَاتَکُوۡنُوۡا مِنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ (سورۃ الروم، آیت: 31)

ترجمہ: نماز قائم کرو، اور مت ہو شرک کرنے والوں میں سے۔ نماز ایک پسندیدہ عبادت ہے جس سے کسی نبی کی شریعت خالی نہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آخری رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تک تمام رسولوں کی اُمت پر نماز فرض تھی، ہاں اس کی کیفیت اور تعینات میں البتہ تغیر ہوتا رہا۔

ہمارے پیارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اُمت پر ابتداء میں دو وقت کی نماز فرض تھی، ایک سورج نکلنے سے پہلے اور ایک سورج ڈوبنے سے پہلے۔ ہجرت سے ڈیڑھ برس پہلے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو معراج سے نوازا گیا تو پانچ وقتوں میں نماز فرض کی گئی: فجر، ظہر، عصر، مغرب اور عشاء ان پانچوں وقتوں کی نماز صرف اسی اُمت کے ساتھ خاص ہے۔ پہلی اُمتوں پر کسی پر صرف فجر کی نماز فرض تھی، کسی پر عصر کی۔ (علم الفقہ 2/1)

نماز کی اہمیت نمازِ اسلام کا رُکن اعظم ہے، بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ اسلام کا دارومدار اسی پر ہے تب بھی بالکل مبالغہ نہیں، ہر مسلمان عاقل بالغ پر ہر روز پانچ وقت نماز فرض عین ہے۔ امیر ہو یا فقیر، تندرست ہو یا مریض، مسافر ہو یا مقیم، یہاں تک کہ دشمن کے مقابلہ میں جب لڑائی کی آگ بھڑک رہی ہو اس وقت بھی اس کا چھوڑنا جائز نہیں ہے۔

جو شخص نماز کی فرضیت کا انکار کرے وہ یقیناً کافر ہے نماز کی تاکید اور فضائل سے قرآن مجید و اَحادیث کے مبارک صفحات لبریز ہیں کسی اور عبادت کی اس قدر سخت تاکید شریعت میں نہیں۔

نماز چھوڑنے کا گناہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے جلیل القدر صحابہ کرام نماز چھوڑنے والے کو کافر مانتے ہیں امیر المؤمنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے جلیل القدر فقیہہ صحابی کا بھی یہی قول ہے۔ (مصنف عبدالرزاق: 581، اِسنادہ صحیح)

حضرت امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کا بھی یہی مسلک ہے حضرت اِمام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی اس کے قتل کا فتویٰ دیتے ہیں۔ اور ہمارے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اگر چہ اس کے کفر کے قائل نہیں ہیں مگر ان کے نزدیک بھی نماز چھوڑنے والے کی سخت ترین سزا ہے۔

بہت بڑا گناہ تمام وہ احادیث جن سے نماز کی تاکید اور فضیلت نکلتی ہے اگر ایک جگہ جمع کی جائیں تو قطعی طور پر اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ نماز کا چھوڑنے والا اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے نزدیک گناہ گار اور سرکش اور نافرمان ہے اور نماز کا چھوڑنا تمام گناہوں میں ایک بڑے درجہ کا گناہ ہے۔

(علم الفقہ 2/3، درِّ مختار 1/9)

الحدیث: ترجمہ، اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان انصاف سے کام لو۔ (صحیح البخاری: 2586)

ماہِ رمضان کے بعد کرنے کے کام

مولانا مفتی محمد نوید خان صاحب لاہور

شکر گزار ہونا اللہ تعالیٰ نے رمضان جیسا بابرکت مہینہ عطا فرمایا اور اس میں طرح طرح کی نعمتوں اور انعامات سے نوازا، مختلف نیکیاں کرنے کی توفیق دی۔ ان ساری نعمتوں پر ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں تاکہ ہمیں بار بار یہ نعمتیں نصیب فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ نے شکر کرنے پر زیادہ دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ [سورہ ابراہیم: ۷] اور ناشکری کرنے سے نعمت چھن بھی سکتی ہے اور گناہ کرنا بھی ناشکری کی ایک صورت ہے۔

نیکی کی حفاظت کرنا نیکی کرنا آسان ہوتا ہے لیکن اس کو سنبھال کر رکھنا مشکل کام ہے۔ ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کے حقوق میں ہم کوتاہی کر بیٹھیں مثلاً کسی کو دکھ و تکلیف پہنچائیں، غیبت کریں وغیرہ جس کی وجہ سے ہماری نیکیاں دوسروں کے پاس چلی جائیں۔ اسی طرح ایک نیکی شروع کی ہے پھر جب دوسری نیکی شروع کی تو پہلی والی نیکی کو بھی کرتے رہنا چاہئے دوسری نیکی کی وجہ سے پہلی نیکی کو چھوڑ دینا یا اس میں کمی لانا مناسب نہیں ہے۔ ایک حدیث شریف میں نیکیاں باقی نہ رہنے کا سبب تنہائی میں حرام کام کرنا بھی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔

(سنن ابن ماجہ: باب ذکر الذنوب: 4245، اسنادہ صحیح)

اعمال پر ہمیشگی و مداومت ہم رمضان میں جو جو فرائض و واجبات اور نفلی کام کرتے رہے اس کو برابر کرتے رہنا ہے، اس میں دوام لانے کے لئے کچھ کام کرنے ہوں گے: (1) اللہ تعالیٰ سے توفیق کی دعا مانگیں (2) نیک لوگوں کی صحبت (3) نیک لوگوں کے حالاتِ زندگی کا مطالعہ (4) ہمت کرنا اور وہ نیک عمل بجا لانا، نفس کی سستی کی پرواہ نہ کرنا (5) بری مجالس اور صحبت سے اپنے آپ کو دور رکھنا (6) غلطی ہو جائے تو توبہ کرتے رہنا۔

رمضان کے روزوں کی قضا رمضان میں اگر کسی عذر کی وجہ سے کچھ روزے رہ گئے ہوں یا اس وقت رکھنے کی توفیق نہیں ہوئی اور اب اللہ تعالیٰ نے سمجھ دے دی ہے تو ان روزوں کی قضا کیجئے۔ اسی طرح اگر کسی روزے کو توڑا ہو اور کفارہ واجب ہوا ہو تو اس روزے کی قضا کے ساتھ ساتھ کفارہ بھی ادا کرے

شوال کے چھ روزے رکھنا حدیث شریف میں شوال کے ماہ میں چھ نفلی روزے رکھنے کی فضیلت آئی ہے اور فرمایا کہ ان چھ روزوں کو رکھنے والا ایسا ہو جائے گا جیسے اس نے تمام سال روزہ رکھا۔

(صحیح مسلم، باب استحباب صوم ستۃ ایام من شوال: 1146)

لہٰذا ان کو بھی رکھنے کی کوشش کی جائے۔ پھر اس میں یہ آسانی ہے کہ کوئی پابندی نہیں جیسے چاہیں ان کو رکھ لیں، اکٹھے رکھنا ضروری نہیں۔ شوال کی پہلی تاریخ عید الفطر کی ہوتی ہے، اس دن روزہ رکھنا منع ہے۔ اس تاریخ کے بعد روزہ رکھ سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق نصیب فرمائیں، آمین۔

الحدیث: ترجمہ، جب اقتدار کسی نااہل کے حوالہ کر دیا جائے تو قیامت کا انتظار کرو۔ (صحیح البخاری: 5965)

ایک مرتبہ درود بھیجنے پر اِنعاماتِ خداوندی

از افادات:
حضرت مولانا پیر
ذوالفقار احمد
نقشبندی دامت برکاتہم

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ارشاد ہے، ترجمہ: جس کے سامنے میرا تذکرہ آئے اس کو چاہیے کہ مجھ پر درود بھیجے اور جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود بھیجے گا اور اس کی دس خطائیں معاف کرے گا اور اس کے دس درجے بلند کرے گا۔ (مسند احمد، رقم الحدیث: 16352، حسن لغیرہ)

تشریح: علامہ منذری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ترغیب میں حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ یہ اس کے لیے دس غلام آزاد کرنے کے بقدر ہوگا۔ (الترغیب والترھیب، رقم: 2563، اسنادہ ضعیف)

اور طبرانی کی روایت سے یہ حدیث نقل کی ہے جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود بھیجتا ہے اور جو مجھ پر دس مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر سو مرتبہ درود بھیجتا ہے اور جو مجھ پر سو مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی پیشانی پر بَرَاءَۃٌ النَّارِ وَبَرَاءَۃٌ مِنَ النِّفَاقِ لکھ دیتے ہیں۔ یعنی یہ شخص نفاق سے بھی بری ہے اور جہنم سے بھی بری ہے اور قیامت کے دن شہیدوں کے ساتھ اس کا حشر فرمائیں گے۔
(المعجم الاوسط: 7235، اسنادہ حسن)

علامہ سخاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے جو مجھ پر دس مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر سو مرتبہ درود بھیجیں گے اور جو مجھ پر سو مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر ہزار مرتبہ درود بھیجیں گے اور جو عشق وشوق میں اس پر زیادتی کرے گا میں اس کے لیے قیامت کے دن سفارشی ہوں گا اور گواہ۔ (القول البدیع، الباب الثانی فی ثواب الصلاۃ علی رسول اللہ ﷺ 110/1، اِسنادہ حسن)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قصہ

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مختلف الفاظ کے ساتھ یہ مضمون نقل کیا گیا ہے کہ ہم چار پانچ آدمیوں میں سے کوئی نہ کوئی شخص حضور اقدس ﷺ کے ساتھ رہتا تھا تاکہ کوئی ضرورت اگر حضور اقدس ﷺ کو پیش آئے تو اس کی تعمیل کی جائے۔
ایک مرتبہ حضور ﷺ کسی باغ میں تشریف لے گئے، میں بھی پیچھے پیچھے حاضر ہوگیا، حضور اقدس ﷺ نے وہاں جا کر نماز پڑھی اور اتنا طویل سجدہ کیا مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ حضور اقدس ﷺ کی روح پرواز کرگئی۔ میں اس تصور سے رونے لگا، حضور ﷺ کے قریب جا کر حضور کو دیکھا، حضور نے سجدہ سے فارغ ہوکر دریافت فرمایا عبدالرحمٰن! کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! (ﷺ) آپ نے اتنا لمبا سجدہ کیا کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں (خدانخواستہ) آپ کی روح تو پرواز نہیں کرگئی حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری اُمت کے بارے میں مجھ پر ایک انعام فرمایا ہے اس کے شکرانہ میں اتنا لمبا سجدہ کیا۔ وہ انعام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے دس نیکیاں لکھیں گے اور دس گناہ معاف فرمائیں گے۔ (مسند احمد، رقم الحدیث: 1664، حسن لغیرہ)

ہم باعزت بری ہونا چاہتے ہیں یا دھکے کھا کر؟

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیۡنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَزۡوَاجِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَاَتۡبَاعِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ

دنیا میں ہر انسان اپنے آپ کو ہر مشکل سے باعزت بری ہونا پسند کرتا ہے۔اب حیرت کی بات یہ ہے کہ آخرت میں باعزت بری ہونے کی طرف ہم توجہ نہیں کرتے یا بہت کم کرتے ہیں۔اب اس لیے یہ سوال اٹھتا ہے کہ ہم چاہتے کیا ہیں؟ باعزت بری ہونا چاہتے ہیں یا آخرت میں دھکے کھا کر بری ہونا چاہتے ہیں۔

اِس عنوان کی مزید تفصیلات کے لیے چند باتیں درجِ ذیل لکھی جاتی ہیں۔

دھکا نمبر 1 دنیا کے اندر اگر ہم نے کسی کا پیسہ کھایا ہے تو یہ ایسا عظیم دھچکا اور دھکا ہے کہ بندہ کی بخشش بھی رک سکتی ہے، جہنم میں بھی جاسکتا ہے، اور عذاب طویل بھی ہوسکتا ہے۔یاد رکھیے! بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی کا ایک دانق (آدھا درہم، جس کی قیمت آج تقریباً 118روپے ہے) کھالینے سے سات سو قبول شدہ نمازیں دینی پڑیں گی۔(الدر المختار 438/1 فروع فی النیۃ)

یہ ایسا جھٹکا ہے جو انسان کو سر سے پاؤں تک، اندر اور باہر سب سوچ ہی بدل کر رکھ دے گا۔اس وقت کامیابی کی طرف قدم خود سے نہیں بڑھایا جاسکے گا۔ اپنی مرضی سے بری نہیں ہوسکیں گے۔دوسروں کے رحم و کرم پر ہی رہیں گے، عدالت لگے گی۔جس کا پیسہ کھایا ہے وہ تو خوش ہوتا ہوا نیکیاں لینے آئے گا، اگر ہمارے پاس نیکیاں نہ ہوں گی تو وہ اپنے گناہ دے کر فارغ ہو جائے گا۔اگر ہم آج اس مالی معاملہ کو درست کرلیں تو یہ عظیم جھٹکا ختم ہوسکتا ہے اور باعزت ہم بری ہوسکتے ہیں۔

دھکا نمبر 2 دنیاوی معمولی سی وجہ سے کسی بھی رشتہ دار سے تعلق توڑ دینا یا بہت پرانے دینی دوست کو دُنیاوی وجہ سے تعلق ختم کر دینا اور یہ ساری قطع تعلقیاں تین دن سے زیادہ رکھنا یہ آخرت کا ایسا دھکا ہے جیسے کسی مجرم یا دشمن کو حملہ آور ہوتے دیکھ کر دھکا دے دیا جاتا ہے کہ جا پرَے ہو۔یہ قطع تعلقی ہمیں وہاں پر بہت رُلائے گی۔بہتر ہے کہ اگر ہم آخرت میں باعزت بری ہونا چاہتے ہیں تو آج دنیا کے اندر ہی ہم قطع تعلقیاں ختم کردیں، اور ایک دوسرے کے حقوق ادا کرتے ہوئے صلہ رحمی اپنانا شروع کردیں۔

دھکا نمبر 3 اگر ہم نے کسی پر ظلم کیا ہے اور ہم اپنے آپ کو بری سمجھ رہے ہیں تو یہ ہماری سوچ کی غلطی ہے ظالم کبھی بخشا نہیں جائے گا، اس کی باعزت براءت نہیں ہوگی، بلکہ عدالت لگے گی، اس کے ظلم کا حساب کیا جائے گا، پھر کسی وقت جا کر بری ہوسکے گا۔یہ باعزت بری ہونا تو نہ ہوا۔اس لیے ابھی سے جہاں جہاں ظلم کیا، بکھیرا، پھیلایا یا کسی ظالم کی مدد کی ابھی سے توبہ کی، تلافی کی اور معافی کی طرف قدم بڑھائیے۔

موت سے پہلے اس کی کلیرنس کی بھی بہت شدید

ضرورت ہے۔تب ہم جا کر آخرت میں باعزت بری ہوسکیں گے۔

دھکا نمبر 4 ہم نے قلم یا زبان کے ذریعہ دوسروں کو اذیت پہنچائی یا غیبتیں کیں، بے دھڑک برائیاں کرتے چلے گئے، چغلیوں سے بھی باز نہ آئے، اگلے کے نفع نقصان کو دیکھے بغیر اندھا دھند برائیاں سنتے بھی رہے اور کرتے بھی رہے۔ یہ آخرت کا ایسا جھٹکا ہے جو ہماری نیکیوں کے تھیلے کو خالی کرسکتا ہے۔ اور ہمیں خالی ہاتھ وہاں رسوائی اور بے عزتی کا سامنا کرنا پڑسکتا ہے۔ یہ باعزت بری ہونا تو نہ ہوا۔ دنیا میں بھی دھکے کھاتے رہے، آخرت میں بھی دھکے ہی کھانے ہیں تو پھر ہماری سوچ فائدہ مند نہیں۔ آیئے ہم اپنی سوچ کو تبدیل کریں۔ ہر ایک کی خیر خواہی چاہیں اور برائیاں بند کردیں اور جو برائیاں کی ہیں معافی مانگ لیں۔

دھکا نمبر 5 ہم نے کسی بچی یا کسی کی بہن یا کسی کی بیٹی کے ساتھ دیکھنے میں برائی کی ہو یا اُنہیں برا سمجھا ہو یا کسی پر الزام لگایا ہو یا خدانخواستہ بُری حرکت کی ہو تو یہ بھی آخرت میں رسوائی کا ذریعہ ہے۔ باعزت بری ہونا بہت مشکل ہوجاتا ہے۔ ایسی کسی صورت میں اگر کوئی شخص مبتلا ہے عورت مرد کے حوالہ سے یا مرد عورت کے حوالہ سے تو توبہ کرلیں اور اللہ تعالیٰ سے بھی معافی مانگ لیں اور اپنے سے واسطہ سے بھی معافی مانگ لیں۔ یہ دنیا کی چند دن کی لذت اور ناجائز ذائقے اور حرام مزے کی خاطر آخرت کے اندر اپنے آپ کو جھٹکا اور دھکا نہ لگوانا چاہیے۔ ہمیشہ جس طرح دنیا میں باعزت رہنا پسند کیا جاتا ہے اپنی آخرت کے حوالہ سے بھی ہمیں باعزت بری ہونا عملی طور پر پسند کرنا چاہیے۔

تین قسم کے گناہوں کی بخشش بہت مشکل ہوتی ہے:

نمبر 1 کسی کا پیسہ کھایا ہے تو جب تک ادا نہ کردے یا خوش دلی سے اگلا معاف نہ کردے یہ گناہ کبھی معاف نہیں ہوتا۔ چاہے بہترین قسم کی شہادت بھی نصیب ہوجائے۔

نمبر 2 اگر کسی کو تکلیف پہنچائی ہے، ظلم کیا ہے یا مارا پیٹا ہے تو ایسی صورت میں معافی مانگنے کے بعد اگلا زبان سے کہہ دے کہ میں نے معاف کردیا ہے تو باعزت بری ہوسکتا ہے۔

نمبر 3 کسی کی غیبت کی ہے، کسی کو کسی کے سامنے ذلیل کیا ہے۔ یعنی صرف زبان سے تکلیف پہنچائی ہے لکھ کر یا بول کر۔ تو اگلے کو پتہ چل گیا ہے کہ اس نے میری غیبت کی ہے یا برائی بیان کی ہے یا فلاں جگہ پر رسوا کیا ہے تو اس سے معذرت کرنا ضروری ہے اور کافی بھی ہے۔ یعنی اگلے بندہ کا یوں کہنا کہ میں نے تجھے معاف کردیا ہے یہ ضروری نہیں۔ جب کہ پہلی دو صورتوں میں یہ ضروری ہے۔ تیسری صورت میں صرف معذرت کرلینا ہی کافی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں دین کی صحیح سمجھ اور اس پر پورا پورا عمل کرنا نصیب فرمائیں آمین ثم آمین۔

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ
وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْن

علماء کرام... آمدن کم... خوش حالی زیادہ

مولانا زین العابدین

حدیث شریف میں ہے، ترجمہ: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، وہ اس پر ظلم نہیں کرتا اور اسے بے یارومددگار نہیں چھوڑتا (یا اسے دشمنوں کے حوالہ نہیں کرتا) اور جو شخص اپنے کسی بھائی کے کام لگا ہو اللہ تعالیٰ اس کے کام میں لگ جاتا ہے۔ (مسند احمد: 5646، اسنادہ صحیح)

یہ کتنی عظیم الشان فضیلت ہے، ہم تھوڑی سی کوشش کر کے اس فضیلت کو حاصل کر سکتے ہیں۔ اور اس کے حاصل کرنے کی بہت سی صورتیں ہیں۔ مثلاً ایک عالمِ دین ہے جو دن رات دین کے کاموں میں لگا ہوا ہے اپنا ذاتی کام نہ ہونے کے برابر ہے، کسی کو مسئلہ بتلا دیا کسی کو سبق پڑھا دیا، کہیں جا کر تقریر کر دی، کہیں نمازِ جنازہ پڑھا دی وغیرہ۔ یہ شخص بھی اپنے بھائیوں کے کام میں لگا ہوا ہے بلکہ دوسروں کے مقابلہ میں عظیم الشان کام ہے۔ کیوں کہ یہ لوگوں کی دینی ضرورتیں پورا کرنے میں لگا ہوا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے مطابق ایسے آدمی کی ضرورتیں پوری کرتا ہے۔

تھوڑی آمد پر شکر و صبر آپ دیکھیں گے تو ایسے بہت سے علماء کرام اور نیک لوگ ملیں گے جن کی ظاہری آمدنی بہت تھوڑی سی ہے، کسی مدرسہ میں پڑھاتے ہیں یا مسجد میں امامت و خطابت ہے۔ وہاں سے معمولی تنخواہ مل جاتی ہے لیکن ان کے اندر اخلاص و قناعت پائی جاتی ہے۔ اور وہ محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے دین کے کاموں میں لگے رہتے ہیں۔ ڈیوٹی کے اوقات کی تو تنخواہ مل جاتی ہے لیکن باقی کاموں کی کوئی تنخواہ مقرر نہیں، مفت میں یہ سب کام کرتے ہیں۔

کم تنخواہ کے باوجود علماء کی مالی حالت علماء کرام کی معاشی حالت ایسے بہت سے لوگوں سے زیادہ بہتر نظر آئے گی جن لوگوں کو اس سے دگنی تنخواہ ملتی ہے وجہ یہ ہے کہ اللہ ربّ العالمین ایسے اسباب پیدا فرماتے رہتے ہیں کہ ان کی معاشی حالت بہتر رہتی ہے۔ اول تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کی تنخواہ میں اتنی برکت ہوتی ہے کہ دوسرا آدمی جو کام ایک ہزار میں کرتا ہے اس کا یہ کام سو روپے میں ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ بعض مرتبہ دوسرے ذرائع آمدنی بھی پیدا ہو جاتے ہیں۔ مثلاً تجارت کا کوئی ذریعہ بن گیا، کہیں سے ہدیہ، تحفہ مل گیا وغیرہ۔ آدمی یہ سوچتا ہے کہ میں تو معمولی سی تنخواہ پر کام کر رہا ہوں، ملازمت کے علاوہ دوسرے اوقات میں مسلمانوں کے کام مفت کر رہا ہوں۔

یاد رکھیے! اللہ تعالیٰ کسی سے مفت کام نہیں لیتے۔ اس کا معاوضہ ضرور دیتے ہیں، لیکن یہ نہیں بتلاتے کہ ہم کہاں سے دے رہے ہیں، اور کس کام کا معاوضہ دے رہے ہیں؟ ادھر آپ نے مسئلہ بتا دیا، ادھر اللہ تعالیٰ نے تمہارے کاروبار میں اچھا سا گاہک بھیج دیا اگر آپ مسئلہ بتانے کی فیس مقرر کرتے اور مسئلہ بتانے پر وہ فیس وصول کرتے، اب مفت بتانے کی صورت میں وہ گاہک اس سے زیادہ پیسے دے کر جائے گا۔ یا کہیں سے تحفہ آجائے گا، غرض یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کا ضرور بدلہ دیتے ہیں۔ (اصلاحی تقریریں 22/8)

حدیث قدسی، ترجمہ: میرے بندو! میں نے ظلم کو حرام قرار دیا ہے لہٰذا تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔ (صحیح مسلم 6572)

از افادات
حکیم الامت مجدد الملت حضرت
مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ

اہمیتِ دین

مولانا
محمد عمر فاروق صاحب لاہور

دین سیکھنے سے ہی حاصل ہوتا ہے مگر افسوس آج کل ادنیٰ درجہ کی چیزیں تو سیکھی جاتی ہیں مگر دین نہیں سیکھا جاتا اور یہ بھی سمجھ لیں کہ دین سیکھانے والے ایسے تجویز کئے جائیں جو خود بھی دین دار ہوں پھر اپنے آپ کو ان کے سپرد کر دینا چاہیے۔ یہی اصول دنیا میں رائج ہے جو چیز سیکھنی ہو اسی کے ماہر سے سیکھی جاتی ہے مگر دین کے باب میں اس قاعدہ پر عمل نہیں کیا جاتا۔ اور دوسری اہم بات یہ ہے کہ تعلیم اور علم کے ساتھ عمل بھی ضروری ہے، بغیر عمل کے صرف علم پر قناعت کرنا کافی نہیں ہوگا۔ اس کی ایسی مثال ہے کہ ایک شخص بغاوت والے کام کرتا ہو مگر حکومت کو تسلیم بھی کرتا ہو کیا وہ سزا سے بچ سکے گا؟ کیا اس کا صرف حکومت کو تسلیم کرنا کافی سمجھا جائے گا؟ سب جانتے ہیں کہ کافی نہیں ہوگا۔ اسی طرح ایمان کے ساتھ عمل بھی ضروری ہے ورنہ کون اسے مطیع و فرماں بردار کہے گا؟

عصری علوم منع نہیں علم سے مراد علمِ دین ہے علمِ دنیا نہیں اور اس کے یہ معنیٰ نہیں کہ دنیا کا علم حاصل کرنا منع ہے جس چیز کی ضرورت واقعی ہو اس کو کتاب وسنت منع نہیں کرتی ہے بلکہ دین کی نیت سے دنیا کا علم حاصل کرے تو یہ دنیا بھی دین بن جائے گا۔ اور اس میں یہ بات بھی اچھی طرح ذہن نشین رہے کہ یہ اپنی ذات کے اعتبار سے دین نہیں البتہ دین لغیرہ ہے۔ بعض ذہین لوگ خوش ہو جائیں گے کہ یہ تو آپ نے بڑی اچھی بات بتائی کہ دنیا میں بھی دین ہو جاتا ہے (نیت سے)۔ پس وہ اس کو کافی سمجھ لیں جیسے خواتین کھانے پکانے اور گھر کے کاموں میں نیت کر لیں اور نماز و روزہ کو چھوڑ دیں۔ اس لیے میں نے یہ کہا کہ یہ چیزیں اپنی ذات میں دین نہیں ہیں۔ لہٰذا خوب سمجھ لیں کہ یہ چیزیں نماز، روزہ، تلاوت کے قائم مقام نہیں ہوگی۔

نیت اچھی کر لیجیے! بعض خواتین اسی کو بڑی عبادت سمجھ لیتی ہیں کہ شوہر کی خدمت کر لی گھر کا انتظام سنبھال لیا اور باقی اعمال نماز، روزہ وغیرہ کچھ نہیں۔
خوب سمجھ لیجیے! نماز، روزہ، تلاوت اپنی ذات میں دین ہیں اور یہ چیزیں بھی عبادت بن جائیں گی جب اس میں دین کی نیت کر لی جائے یہ ملحق بہ عبادت ہو جاتی ہیں۔ البتہ قائم مقام نہیں ہوتی ہیں۔ اب رہا یہ سوال کہ وہ نیت کیا ہو گی جس سے یہ چیزیں عبادت ہو سکیں مثلاً دِین نے ہمیں شوہر کی اطاعت کا حکم دیا ہے، اگر ہم شوہر کی خدمت کریں گی تو اس سے اس کا حق ادا ہوگا۔ یا شوہر کو عبادت کے لیے آسانی ہوگی وغیرہ تو یہ کام بھی نیت کی وجہ سے عبادت بن جائیں گے۔ اسی طرح تعلیمِ دنیا بھی دین بن جائے گی نیت کی وجہ سے۔ (از ملفوظات حکیم الامت 319/20)

قول حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ، ترجمہ: جس چیز کی تم میں طاقت (اہلیت) نہ ہو اس کی ذمہ داری نہ لو۔ (الحسن والحسین: 144)

مولانا عبدالرحیم صاحب

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے والدین سے حسنِ سلوک کے تین واقعات

ماں کے احسانات کا بدلہ ایک شخص حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو ااور عرض کیا یارسول اللہ! (ﷺ) میں اپنی والدہ کو سخت گرم اور پتھریلی زمین میں اپنے کندھوں پر اُٹھا کر چھ میل لے گیا، وہ اتنی گرم تھی کہ اگر اس پر گوشت کا ایک ٹکڑا ڈال دیتا تو وہ پک جاتا تو کیا میں نے احسانات کا بدلہ ادا کردیا؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا شاید! دردِزہ کی ایک ٹیس کا بدلہ ہوگیا ہو (لیکن اس کے احسانات تو اس کے علاوہ اور بہت ہیں)۔

باپ کا ادب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی خدمت میں ایک آدمی آیا اس کے ساتھ ایک بڑے میاں بھی تھے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا ان کے آگے نہ چلو، اور ان سے پہلے نہ بیٹھو، اور ان کا نام لے کر نہ پکارو، اور ان کو گالی دیئے جانے کا ذریعہ نہ بنو (کہ تم کسی کے باپ کو گالی دے دو اور وہ جواب میں تمہارے باپ کو گالی دے دے)

والد کو دلی کھٹکے سے بھی بچانا حضرت ابوغسان ضبی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وہ اپنے والد کے ساتھ ایک پتھریلے میدان میں جارہے تھے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ہوگئی، انہوں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ میں نے کہا میرے والد صاحب ہیں، انہوں نے فرمایا ان کے آگے مت چلا کرو بلکہ ان کے پیچھے یا ان کے ساتھ پہلو میں چلا کرو اور کسی کو اپنے اور ان کے درمیان میں نہ آنے دو، اور اپنے والد کے مکان کی ایسی چھت پر نہ چلو جس کی منڈیر (دیوار) نہ ہو کیوں کہ اس سے ان کے دل میں (چھت سے تمہارے نیچے گرجانے کا) خطرہ پیدا ہوگا (اور اس سے وہ پریشان ہوں گے) اور گوشت والی ہڈی پر تمہارے والد کی نگاہ پڑ چکی ہو تو تم اسے نہ کھاؤ، ہوسکتا ہے کہ وہ اسے کھانا چاہتے ہوں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جہاد موقوف کرنا غزوۂ خیبر کے موقع پر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے حضرات صحابہ کرام کو تیاری کا حکم دیا تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جاکر اپنی والدہ سے سامانِ سفر تیار کرنے کا کہا، تو انہوں نے جواب دیا کہ میں تمہارے بغیر اندر آجا نہیں سکتی، لہٰذا تم نہ جاؤ اور اپنے دودھ کا واسطہ بھی دیا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ مانے تو ان کی والدہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے جاکر عرض کیا، اس پر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تنبیہ فرمائی اور فرمایا کہ جب آدمی والدین یا کسی ایک کے پاس رہ کر ان کی خدمت کرے اور اچھا سلوک کرے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کے راستہ میں ہے۔ اس کے بعد حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ دوسال تک زندہ رہیں تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوسال تک جہاد نہیں کیا۔ (حیاۃ الصحابۃ 2/546-548)

تعلیماتِ نبوی اور اُنہیں قبول کرنے والوں کی مثال

مولانا قاری سعید قاسم
لاہور

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری مثال اور جن تعلیمات کو میں دے کر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا ہوں ان کی مثال ایسی ہے جیسے ایک زمین پر بارش ہوئی اور وہ زمین تین قسم کی تھی:

1 پہلی قسم کی زمین بڑی زرخیز تھی۔ جب اس پر بارش ہوئی تو اس زمین نے پانی کو جذب کرلیا اور پھر اس زمین میں سے پھول پودے نکل آئے۔

2 دوسری قسم کی زمین سخت تھی، جس کی وجہ سے پانی اندر جذب نہیں ہوا بلکہ اوپر ہی جمع ہوگیا۔ اور پھر اس پانی سے بہت سے انسانوں نے اور جانوروں نے فائدہ اٹھایا۔

3 تیسری قسم کی زمین میں نہ تو اگانے کی صلاحیت تھی، اور نہ پانی کو اوپر جمع کرنے کی صلاحیت تھی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بارش کا پانی اس پر برسا اور وہ پانی بے فائدہ چلا گیا۔

لوگوں کی تین قسمیں پھر فرمایا اسی طرح میں جو تعلیمات لے کر آیا ہوں وہ بارش کی طرح ہے اور ان تعلیمات کو سننے والے تین طرح کے لوگ ہیں:

ایک طرح کے لوگ وہ ہیں جنہوں نے ان تعلیمات کو اپنے اندر جذب کر کے اس سے فائدہ اٹھایا اور اس کے نتیجے میں ان کے اعمال اور اَخلاق درست ہوگئے اور وہ اچھے انسان بن گئے۔ اور لوگوں کے لیے ایک بہترین نمونہ بن گئے۔ **دوسری طرح کے لوگ** وہ ہیں جنہوں نے میری تعلیمات کو حاصل کیا، پھر خود بھی اس سے فائدہ اٹھایا اور دوسرے لوگوں کے فائدہ کے لیے اس کو جمع کرلیا۔ اور پھر وہ ان تعلیمات کو تعلیم، تدریس، وعظ اور دعوت کے ذریعہ دوسروں تک پہنچا رہے ہیں۔ **تیسری قسم کے لوگ** وہ ہیں جنہوں نے میری تعلیمات کو ایک کان سے سنا اور دوسرے کان سے نکال دیا، نہ ان سے خود فائدہ اُٹھایا اور نہ ان کے ذریعہ دوسروں کو فائدہ پہنچایا۔ (صحیح البخاری:79)

اس حدیث شریف کے ذریعہ اس بات کی طرف آپ نے اشارہ فرمایا کہ میری تعلیمات کے بارے میں دو باتوں میں سے ایک بات اختیار کرلو۔ یا تو خود اس سے فائدہ اٹھاؤ اور دوسروں کو بھی اس کے ذریعہ فائدہ پہنچاؤ، یا کم از کم خود اس سے فائدہ اٹھالو۔ اس لیے کہ تیسرا راستہ بربادی کا ہے، اور وہ یہ ہے کہ میری تعلیمات سن کر اس کو پس پُشت ڈال دو۔ اسی بات کو ایک دوسری حدیث شریف میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس طرح بیان فرمایا، ترجمہ: یا تو تم دین کے عالم بن جاؤ یا اِس علمِ دین کے سیکھنے والے بن جاؤ یا علم والوں سے محبت کرنے والے بن جاؤ، اور یا اُن کی اتباع کرنے والے بن جاؤ، کوئی پانچویں صورت اختیار مت کرنا ورنہ تم ہلاک اور برباد ہو جاؤ گے۔ (جامع بیان العلم، رقم الحدیث:142)

الحدیث: ترجمہ، جو شخص اچھی طرح وضو کر کے مسجد آتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا مہمان ہوتا ہے (مجمع الزوائد:2087، اسنادہ حسن)

امانت سے متعلق مسائل

مولانا مفتی محمد نوید خان صاحب لاہور

مسئلہ 1 اگر کسی نے کوئی چیز آپ کی اجازت سے بطور امانت رکھوائی، تو اب اس کی حفاظت کرنا واجب ہوگیا۔ اگر حفاظت میں کوتاہی کی گئی اور وہ چیز ضائع ہوگئی تو اس کا تاوان دینا پڑے گا۔ البتہ اگر حفاظت میں کوتاہی تو نہیں کی گئی لیکن کسی وجہ سے وہ چیز ضائع ہوگئی مثلاً چوری ہوگئی، یا آگ لگنے کی وجہ سے جل گئی، تو اس کا تاوان نہیں لیا جائے گا۔

مسئلہ 2 اگر کسی نے کہا کہ یہ چیز رکھ لیں میں ابھی تھوڑی دیر میں آتا ہوں، آپ نے منظور کرلیا یا خاموش رہے، اور وہ رکھ کر چلا گیا تو تب بھی امانت ہوگئی۔ البتہ اگر آپ نے صاف انکار کردیا پھر بھی وہ رکھ کر چلا گیا تو اب وہ امانت نہیں اس کی حفاظت کی ذمہ داری آپ پر نہیں۔ لیکن اگر اس کے چلے جانے کے بعد آپ نے اس کو اٹھا کر اپنے پاس رکھ لیا تو اب امانت ہوگئی۔

مسئلہ 3 کئی لوگ بیٹھے تھے اور وہ شخص ان سب کے سپرد کرکے چلا گیا کسی نے کچھ کہا نہیں تو سب پر اس کی حفاظت واجب ہے۔ اگر وہ چھوڑ کر اکٹھے چلے گئے اور وہ چیز ضائع ہوگئی تو سب کو تاوان دینا ہوگا اور اگر ایک ایک کرکے وہاں سے گئے تو جو سب سے آخر میں رہا، اسی کے ذمہ حفاظت کی ذمہ داری ہوگی۔ اگر وہ بھی اس چیز کو چھوڑ کر چلا گیا اور چیز ضائع ہوگئی تو اسی آخر والے شخص سے تاوان لیا جائے گا۔

مسئلہ 4 جس کے پاس امانت ہو اسے اختیار ہے خواہ خود اپنے پاس حفاظت سے رکھے یا اپنی ماں یا بہن یا بیوی وغیرہ کسی ایسے رشتہ دار کے پاس رکھوا دے کہ جو اس کے ساتھ گھر میں رہتے ہیں اور جن کے پاس اپنی چیزیں بھی ضرورت کے وقت رکھوا دیتے ہوں۔ لیکن اگر ان میں کوئی دیانت دار نہ ہو تو اس کے پاس رکھوانا درست نہیں ہے، اگر جان بوجھ کر ایسے غیر اعتماد والے شخص کے پاس رکھوا دیا اور امانت ضائع ہوگئی تو تاوان دینا ہوگا۔ اگر وہ رشتہ دار ایسا نہ ہو کہ ساتھ رہتا ہو جس کے پاس اپنی چیزیں بھی اس کے پاس رکھوا دیتے ہوں تو اس کے پاس مالک کی اجازت کے بغیر امانت رکھوانا درست نہیں ہے خواہ وہ رشتہ دار ہو یا نہ ہو بلکہ بالکل غیر ہو، ورنہ امانت ضائع ہونے پر تاوان دینا پڑے گا

مسئلہ 5 اگر امانت آپ نے رکھی اور آپ بھول سے اس کو چھوڑ کر چلے گئے اور وہ ضائع ہوگئی تو تاوان دینا پڑے گا یا اس امانت کی حفاظت تالا لگائے بغیر نہیں ہوسکتی اور آپ تالا کھول کر چلے گئے تو امانت ضائع ہونے پر تاوان دینا پڑے گا۔

مسئلہ 6 اگر گھر میں آگ لگ گئی تو اس وقت تو امانت کو اس عذر سے غیر کے پاس رکھوانا، جائز ہے۔ لیکن جب عذر نہ رہے تو فوری طور پر واپس لے کر اپنے پاس رکھ لے اگر سستی کی اور وہ چیز ضائع ہوگئی تو تاوان دینا پڑے گا

مسئلہ 7 کسی نے رقم امانت رکھوائی تو اس کو استعمال کرنا جائز نہیں، خواہ نیت یہ ہو کہ جب مانگیں گے تو دے دیں گے۔ اگر آپ اجازت لے کر بھی استعمال کرلیں تو وہ قرض بن جائے گا جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ آپ اتنی رقم بعد میں الگ کرکے بھی امانت کے طور پر رکھ لیں تب بھی وہ امانت نہیں رہے گا اور کسی کوتاہی کے بغیر ضائع بھی ہوگیا تو آپ کو تاوان بہر صورت دینا پڑے گا۔ (ماخوذ از بہشتی زیور)

علماء کرام اور بزرگوں سے ملاقات کے آداب اور واقعات

مفتی مجاہد صاحب

علماء کرام نے تصریح فرمائی ہے کہ جو حضرات علم میں یا عمر میں بڑے ہوں، اسی طرح مشائخ واساتذہ کرام کے ساتھ بھی ملاقات کے وقت آداب کوملحوظِ خاطر رکھنا چاہیے۔ چند واقعات اس سلسلہ میں تحریر کیے جاتے ہیں۔

1 **حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما** فرماتے ہیں کہ میں بعض اوقات کسی انصاری صحابی کے دروازہ پر پوری دو پہر انتظار کرتا تھا کہ جب وہ باہر تشریف لائیں تو ان سے کسی حدیث شریف کی تحقیق کروں اگر میں ان سے ملنے کے لیے اجازت طلب کرتا تو وہ ضرور مجھے اجازت مرحمت فرمادیتے، مگر اس کو خلاف ادب سمجھتا تھا اس لیے انتظار کی مشقت کو گوارا کرتا تھا۔

(دارمی، باب الرحلۃ فی طلب العلم: 585، اسنادہ ضعیف)

2 **حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما** فرماتے ہیں کہ جب میں بعض لوگوں کے پاس ملاقات کے لیے جاتا اور معلوم کرتا کہ وہ سو رہے ہیں تو اپنی چادر وہیں چوکھٹ پر رکھ کر انتظار کے لیے بیٹھ جاتا۔ ہوا کے جھونکے چلتے رہتے جس کی وجہ سے میرے منہ اور بدن پر مٹی پڑتی رہتی تھی۔ مگر میں وہیں پر پڑا رہتا تھا جب وہ اٹھتے اور اپنی ضروریات سے باہر نکلتے تو اس وقت جس حدیث کو معلوم کرنا ہوتا تھا اسے دریافت کرتا تھا، وہ حضرات کہتے تھے کہ تم نے اچھا نہیں کیا ہمیں اطلاع کروا دیتے، میں عرض کرتا کہ میرا دل نہیں چاہتا کہ آپ میری وجہ سے اپنی ضروریات سے فارغ ہونے سے پہلے آجائیں۔ (دارمی، باب الرحلۃ فی طلب العلم: 590، اسنادہ ضعیف)

یہ دلیل ہے کہ حضرات صحابہ کرام وتابعین نے بھی اپنے علماء و مشائخ کے ساتھ اسی آداب کوملحوظ رکھا ہے، کیوں کہ وہ وارثین انبیاء تھے۔

3 اور دلیل ان کی یہ ہے **حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ** کو ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے دیکھا کہ وہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آگے چل رہے ہیں، فرمایا کہ کیا تم ایک ایسے شخص کے آگے چلتے ہو جو تم سے دنیا وآخرت میں بہتر ہے اور فرمایا کہ دنیا میں آفتاب کا طلوع وغروب کسی ایسے شخص پر نہیں ہوا جو انبیاء کے بعد ابو بکر سے بہتر و افضل ہو۔ (روح البیان، فضائل الصحابۃ: 137 اسنادہ ضعیف)

4 **حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما** نے فرمایا کہ عالم اپنی قوم میں مثل نبی کے ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے نبی کی شان میں یہ ہدایت فرمائی ہے کہ ان کے باہر آنے کا انتظار کیا جائے۔ (روح المعانی، سورۃ الحجرات، آیت: 5)

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی عالم کے دروازہ پر جا کر دستک نہیں دی بلکہ اس کا انتظار کیا کہ وہ خود ہی جب باہر تشریف لائیں گے تو اس وقت ان سے ملاقات کروں گا۔

(روح المعانی، سورۃ الحجرات، آیت: 5)

مذکورہ بالا واقعات سے معلوم ہوا کہ ادب یہ بھی ہے کہ اپنے اساتذہ ومشائخ کا بغیر ان کو اطلاع کیئے ہوئے باہر ہی انتظار میں بیٹھا رہے، جب وہ اپنی فرصت کے مطابق باہر تشریف لائیں تو ملاقات کر لیں۔

الحدیث، ترجمہ: رسول اللہ ﷺ روزہ کی حالت میں بھی مسواک فرمایا کرتے تھے۔ (ترمذی: 725، اسنادہ حسن)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مولانا محمد طیب الیاس صاحب

پریشانیاں دور کرنے کے اَسباب

دورِحاضر میں ہر انسان کسی نہ کسی پریشانی میں گرفتار ہے کسی کو جان کی فکر لاحق ہے اور کسی کو مال کا غم جینے نہیں دیتا ہے، کوئی بے روزگاری سے پریشان ہے اور کوئی کاروباری خسارے سے فکر مند ہے، کوئی عزیز و اقارب کی زیادتیوں سے پریشان ہے اور کوئی دوستوں کی دغابازی سے رنجیدہ ہے، کوئی مال کے ڈوب جانے سے شکستہ دل ہے اور کوئی قرض کے بوجھ تلے دب کر بہ مشکل سانسیں لے رہا ہے...غرض یہ کہ ہر شخص کسی نہ کسی پریشانی میں مبتلا ہے۔ ہر پریشان شخص چاہتا ہے کہ اُس کی پریشانیاں زائل ہوں اور اُس کو سکون و قرار کے لمحات میسر آئیں، اِس مضمون میں قرآن و سنت کی رو سے پریشانیاں دور کرنے کے اَسباب کی نشان دہی کی ہے، ملاحظہ فرمائیں:

1 توحید پریشانیاں دور کرنے کا پہلا سبب یہ ہے کہ کوئی سا بھی توحید کا کلمہ زبان پر جاری کیا جائے۔

(الف) حضرت یونس علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا حکم آنے سے پہلے اپنی بستی نینویٰ کو چھوڑ گئے تھے، اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند نہ آئی، اور اِس کی وجہ سے اُن پر یہ آزمائش آئی کہ بستی سے نکل کر جس کشتی میں وہ سوار ہوئے تھے، اُنھیں اُس میں سے دریا میں اُتار دیا گیا اور ایک مچھلی اُنھیں نگل گئی، جس کے پیٹ وہ تین دن رہے، آزمائش کی اِس گھڑی میں اُن کی زبانِ مبارک سے سب سے پہلے توحید کا کلمہ ہی نکلا: لَآ اِلٰـهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ترجمہ ”اور مچھلی والے (پیغمبر یعنی یونس علیہ السلام) کو دیکھو! جب وہ خفا ہو کر چل کھڑے ہوئے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ ہم اُن کی کوئی پکڑ نہیں کریں گے۔ پھر انھوں نے اندھیریوں میں سے آواز لگائی کہ: (یا اللہ!) تیرے سوا کوئی معبود نہیں ،تو ہر عیب سے پاک ہے، بے شک میں قصوروار ہوں

(سورۃ الانبیاء، آیت:87-88)

(ب) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پریشانی کے وقت یہ دعا کیا کرتے تھے: لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ الْعَظِیْمُ الْحَلِیْمُ ،لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ،رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ.

ترجمہ: ”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، جو بہت عظمت والا اور بردبار ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، جو آسمانوں اور زمین کا رب اور عرش عظیم کا رب ہے۔“

(صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب الدعاء عند الکرب:6345)

2 نماز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد حاصل کرو، بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔“

(سورۃ البقرۃ، آیت:153)

صبر کے ساتھ نماز کے ذریعہ بھی مدد حاصل کرنے کا حکم فرمایا ہے، نماز بھی اللہ تعالیٰ کی مدد و نُصرت لانے کے لیے بہت بڑی چیز ہے، اور ہر طرح کی پریشانیاں

الحدیث، ترجمہ: صلہ رحمی اور عمدہ اخلاق گھروں کو آباد کرتے ہیں۔ (شعب الایمان للبیہقی:7969، اسنادہ صحیح)

دور کرنے کے لیے اکسیر ہے، چناں چہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو جب کوئی مشکل پیش آجاتی تھی تو آپ نماز میں مشغول ہوجاتے تھے (تاکہ نماز کی برکت سے وہ پریشانی دور ہوجائے)۔(سنن ابی داود، ابواب قیام اللیل، باب وقت قیام النبی ﷺ من اللیل:1319، حسن لغیرہ)

3 ذکر اللہ کی پابندی

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ترجمہ:''یقیناً ہم جانتے ہیں کہ جو باتیں یہ بناتے ہیں، اُن سے تمہارا دِل تنگ ہوتا ہے، تو (اِس کا علاج یہ ہے کہ) تم اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ اُس کی تسبیح کرتے رہو اور سجدہ بجا لانے والوں میں شامل رہو۔''(سورۃ الحجر، آیت:97-98)

اس آیت میں فرمایا ہے: اگر مشرکین کی ہٹ دھرمی سے آپ تنگ دِل ہوں تو آپ اُن کی طرف سے توجہ ہٹا کر ہمہ تن اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتحمید میں مشغول رہیے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر، نماز، سجدہ اور اُس کی عبادت یہ وہ چیزیں ہیں جن کی تاثیر سے دل مطمئن اور پُرسکون ہوجاتا ہے اور فکر وغم دور ہوتے ہیں۔

4 دعا اور عاجزی

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ترجمہ:''اور نوح نے ہمیں پکارا تھا تو (دیکھ لو کہ) ہم پکار کا کتنا اچھا جواب دینے والے ہیں، اور ہم نے اُنھیں اور اُن کے گھر والوں کو بڑے کرب سے نجات دی۔''(سورۃ الصافات، آیت:75-76)

حضرت نوح علیہ السلام تقریباً ہزار برس اپنی قوم کو سمجھاتے رہے اور نصیحت کرتے رہے، مگر قوم کی شرارت، سرکشی اور ایذا رسانی برابر بڑھتی رہی، آخر حضرت نوح علیہ السلام نے انتہائی مجبور ہوکر اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی: اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ۔

ترجمہ:''(اے ربّ!) میں بے بس ہوچکا، اَب آپ ہی بدلہ لیجیے۔''(سورۃ القمر، آیت:10) پھر دیکھ لیجیے! اللہ تعالیٰ نے اُن کی پکار کو کیسے سُنا اور اُن کی مدد فرمائی

5 تقویٰ اور پرہیزگاری

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ترجمہ:''اور جو کوئی اللہ سے ڈرے گا، اللہ اُس کے لیے مشکل سے نکلنے کا کوئی راستہ پیدا کردے گا اور اُسے ایسی جگہ سے رزق دے گا جہاں سے اُسے گمان بھی نہیں ہوگا۔''(سورۃ الطلاق، آیت:2)

اللہ تعالیٰ سے ڈر کر اُس کے احکام کی بہر حال تعمیل کرو، خواہ کتنی ہی مشکلات اور سختیوں سے پالا پڑے، حق تعالیٰ تمام مشکلات سے نکلنے کا راستہ بنا دے گا، اور سختیوں میں بھی گزارے کا سامان مہیا کردے گا۔

6 رضا و تسلیم

حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مؤمن کا معاملہ بھی کتنا عجیب ہے؟ بے شک مؤمن کا معاملہ (ہر حالت اور ہر صورت میں) خیر ہی خیر ہے، اور یہ سعادت مؤمن کے سوا اور کسی کو میسر ہی نہیں، (وہ معاملہ یہ ہے کہ) اگر مؤمن کو خوش حالی نصیب ہوتی ہے تو اِس پر وہ اللہ جل شانہ کا شکر ادا کرتا ہے، تو وہ خوش حالی اُس کے لیے باعثِ خیر بن جاتی ہے (اِس لیے کہ اُس کے شکر ادا کرنے کی وجہ سے اللہ جل شانہ اُس کی خوش حالی اور مال واولاد اور دوسری نعمتوں میں مزید اِضافہ فرما دیتے ہیں)، اور اگر مؤمن بدحالی (تنگ دستی اور ...

(بقیہ، ص:10 پر)

قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت کی ایک جھلک

جناب
محمد عبداللہ
صاحب، لاہور

اردو میں جسے ہم ''بیوی'' کہتے ہیں، قرآن مجید میں اس کے لیے تین لفظ استعمال ہوئے ہیں:۔

1 اِمۡرَأَةٌ 2 زَوۡجَةٌ 3 صَاحِبَةٌ۔

اِمۡرأۃ سے مراد ایسی بیوی جس سے جسمانی تعلق تو ہو مگر ذہنی تعلق نہ ہو۔

زَوۡجَةٌ سے مراد ایسی بیوی جس سے ذہنی اور جسمانی دونوں تعلقات ہوں۔ یعنی ذھنی و جسمانی دونوں طرح ہم آہنگی ہو۔

صَاحِبَةٌ ایسی بیوی جس سے نہ جسمانی تعلق ہو نہ ذہنی تعلق ہو۔

اب ذرا قرآن مجید کی آیات پر غور کیجیے۔

1 اِمۡرأۃ حضرت نوح اور حضرت لوط علیہما السلام کی بیویاں مسلمان نہیں ہوئی تھیں تو قرآن مجید میں ان کو امرأۃ نوح اور ''امرأۃ لوط'' کہہ کر پکارا ہے۔

اسی طرح فرعون کی بیوی مسلمان ہو گئی تھی تو قرآن مجید نے اس کو بھی ''وامرأۃ فرعون'' کہہ کر پکارا ہے۔

ملاحظہ کیجیے سورۃ التحریم کی آخری آیات میں یہاں پر جسمانی تعلق تو تھا اس لیے کہ بیویاں تھیں لیکن ذھنی ہم آہنگی نہیں تھی اس لیے کہ مذہب مختلف تھا۔

2 زَوۡجَةٌ جہاں جسمانی اور ذہنی پوری ہم آہنگی ہو وہاں بولا گیا جیسے وَقُلۡنَا يَاآدَمُ اسۡكُنۡ اَنۡتَ وَزَوۡجُكَ الۡجَنَّةَ (سورۃ البقرۃ، آیت:35)

اور نبی کریم ﷺ کے بارے فرمایا: يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ قُلۡ لِّاَزۡوَاجِكَ (سورۃ الاحزاب، آیت:28)

شاید اللہ تعالیٰ بتانا چاہتے ہیں کہ ان نبیوں کا اپنی بیویوں کے ساتھ بہت اچھا تعلق تھا۔

ایک عجیب بات ہے حضرت زکریا علیہ السلام کے بارے میں کہ جب اولاد نہیں تھی تو فرمایا: وَامۡرَأَتِي عَاقِرٌ (سورۃ آل عمران، آیت:40)

اور جب اولاد مل گئی تو فرمایا: وَوَهَبۡنَا لَهُ يَحۡيٰ وَاَصۡلَحۡنَا لَهُ زَوۡجَهُ (سورۃ الانبیاء، آیت:90)

اِس نکتہ کو اہل عقل سمجھ سکتے ہیں۔ اسی طرح ابولہب کو رسوا کیا یہ بول کر: وَامۡرَأَتُهُ حَمَّالَةَ الۡحَطَبِ

(سورۃ اللھب، آیت:4)

کہ اس کا بیوی کے ساتھ بھی کوئی اچھا تعلق نہیں تھا۔

3 صاحبۃ جہاں پر کوئی کسی قسم کا جسمانی یا ذہنی تعلق نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کو جب بیوی سے پاک فرمایا تو لفظ ''صاحبۃ'' بولا اس لیے کہ یہاں کوئی جسمانی یا ذہنی کوئی تعلق نہیں ہے، فرمایا: اَنّٰى يَكُوۡنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمۡ تَكُنۡ لَّهٗ صَاحِبَةٌ (سورۃ الانعام، آیت:101)

اسی طرح میدان حشر میں بیوی سے کوئی جسمانی یا ذہنی کسی طرح کا کوئی تعلق نہیں ہوگا تو فرمایا: يَوۡمَ يَفِرُّ الۡمَرۡءُ مِنۡ اَخِيۡهِ وَاُمِّهٖ وَاَبِيۡهِ وَصَاحِبَتِهٖ

(سورۃ عبس، آیت:34-36)

کیوں کہ وہاں صرف اپنی فکر لگی ہوگی اس لیے صاحبۃ کا لفظ بولا۔ جب کہ اردو میں امرأتی، زوجتی، صاحبتی سب کا ترجمہ ''بیوی'' ہی کرنا پڑے گا۔

لیکن میرے رب تعالیٰ کے کلام پر قربان جائیں جس کے ہر لفظ کے استعمال میں کوئی نہ کوئی حکمت پوشیدہ ہے۔

حالات کی زنجیریں

از اِفادات:
مولنا ابوالحسن ندوی
رحمہ اللہ تعالیٰ

اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہوتے ہیں کہ اللہ ربّ العزت جانتے ہیں کہ اگر اس کو میں نے ضرورت سے زیادہ رزق دے دیا تو یہ عُجب میں مبتلا ہو جائے گا یہ تکبر کے بول بولے گا اور ایمان کی دولت سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔ اس لیے رب کریم انہیں تنگ دستی کے حال میں رکھتے ہیں کہ میرا یہ بندہ مجھے مشکل حالات میں پکارتا رہے گا، اس کا ایمان سلامت رہے گا۔ کچھ بندے ایسے ہوتے ہیں کہ اگر ان کو ضرورت کے بقدر رزق ملتا رہے گا تو نمازیں بھی پڑھتے رہیں گے، کاروبار بھی چلتا رہے گا، تسبیحات بھی چلتی رہیں گی اور اگر ذرا کاروبار پر زد پڑی یا ذرا کوئی اور واقعہ پیش آیا تو سب چھوڑ چھاڑ کر بیٹھ جائیں گے۔ ربّ کریم چوں کہ مہربان ہیں اس لیے بندے کی ضرورت کے مطابق دیتے رہتے ہیں تاکہ میرا یہ بندہ میرے سامنے جھکتا رہے، یوں حالات کی زنجیروں میں جکڑ کر اللہ تعالیٰ اسے اپنے در پر جھکاتے ہیں۔

رزق کی تقسیم

رب کریم نے رزق کو تقسیم کیا ہوا ہے، فرمایا: نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَعِيْشَتَهُمْ (ہم نے انسانوں کے درمیان رزق تقسیم کیا ہے)۔

(سورۃ الزخرف، آیت: 32)

اب کون ہے جو پروردگار کی تقسیم پر راضی ہو۔ تقدیر پر راضی رہنے والے لوگ تھوڑے نظر آتے ہیں۔ ہر بندہ کو شکوہ ہے۔

رب تعالیٰ کی تقسیم پر راضی رہیے!

ارے! ایک باپ دو بیٹوں کے درمیان کوئی چیز تقسیم کر دے تو وہ توقع کرتا ہے کہ باپ ہونے کی ناطے یہ بچے میری تقسیم جیسے بھی ہے اس کو قبول کریں گے۔ کیا ہم اپنے خالق و مالک کی تقسیم کو قبول نہیں کر پاتے، کیا ہم اس کی تقسیم پر راضی نہیں ہو پاتے۔ ہمیں چاہیے کہ پروردگار نے جس حال میں رکھا ہم اسی حال پر راضی ہو جائیں۔

احساسِ شکر پیدا کرنے کا طریقہ

سچی بات تو یہ ہے کہ اس نے ہمیں ہزاروں سے بہتر رکھا ہوا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ غور کرنے کی بات ہے۔ آپ تھوڑا سا اپنے حالات پر غور کیجیے آپ کو کتنی چیزیں ایسی ملتی چلی جائیں گی، آپ کا دل گواہی دے گا کہ ربّ کریم نے کتنے لوگوں سے بہتر رکھا ہوا ہے۔ یہ چیزیں انسان کے اندر پھر شکر کی کیفیت کو پیدا کر دیتی ہیں

نعمتوں میں اِضافہ و کمی کے اصول وضوابط

اللہ ربّ العزت ارشاد فرماتے ہیں: لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيْدَنَّكُمْ (اگر تم شکر ادا کرو گے تو ہم اپنی نعمتوں کو تم پر اور زیادہ کر دیں گے)۔ (سورۃ ابراہیم، آیت: 7)

ہم جتنا اللہ ربّ العزت کا شکر ادا کریں گے اتنا ہی ربّ کریم کی نعمتیں اور زیادہ ہوں گی۔ اور آگے فرمایا: وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِىْ لَشَدِيْدٌ (اور اگر تم نعمتوں کی ناشکری کرو گے تو یاد رکھو کہ پھر میری پکڑ بھی بڑی سخت ہے)۔ (سورۃ ابراہیم، آیت: 7)

ماہنامہ علم و عمل لاہور مدیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لوگوں کی سہولت کا پیمانہ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ اَجْمَعِیْن

آج کل کے معاشرہ میں خودغرضی کا دور دورہ بڑھتا جا رہا ہے۔دوسروں کی سہولت کو مدنظر رکھنا بہت دور کی بات ہوگئی ہے۔اب تو لوگوں سے سہولت کا ملنا ایک خواب بن گیا ہے۔آئیے ہم اس بات کی طرف قدم بڑھائیں کہ دوسروں کی سہولت کا ہمیشہ خیال رکھیں۔

دوسروں کی سہولت کا پیمانہ کیا ہے؟

یاد رکھیے! بندہ اپنی خواہش،غرض کو مدنظر رکھتے ہوئے سب کام کرتا چلا جاتا ہے۔ہمیں چاہیے کہ اپنے سب کام بغیر کسی تاخیر کے،بغیر کسی حرج کے، بروقت پوری ہمت اور صلاحیت اور کوشش لگا کر ضرور کریں لیکن دوسروں کا نقصان ہونے سے دوسروں کو نقصان پہنچانے سے دوسروں کے لیے نقصان اکھٹا کرنے سے،دوسروں کو تکلیف میں ڈالنے سے مکمل بچا جائے یعنی جس کام کو ہم بہ سہولت دوسروں کی آسانی کا خیال رکھ سکتے ہوں اور اپنے ضروری کام میں بھی کوئی نقصان یا حرج نہیں ہو رہا ہو تو ہم ایسے وقت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دوسروں کی سہولت کا ضرور خیال رکھیں۔یہ ہے دوسروں کی سہولت کا پیمانہ یعنی شریعت میں یہ بھی نہیں ہے کہ اپنا فرض ،واجب چھوڑ کر دوسروں کی سہولت دیکھ لیں،ہاں البتہ کسی کی جان بچانے کے لیے اپنے فرض یا واجب کو لیٹ کر سکتا ہے۔لیکن دوسروں کی سہولت کے لیے نہ اپنے فرائض وواجبات چھوڑے جاسکتے ہیں اور نہ ہی اپنے نقصان نہ ہونے کی صورت میں دوسروں کی سہولت کو نظرانداز کیا جا سکتا ہے۔آئیے!ہم اس سہولت کا جائزہ لیتے ہوئے چند مثالیں اور نمونے پڑھ لیجیے:

سہولت نمبر 1 گھر کا بندہ اگر سودا لینے جا رہا ہے تو اپنے ہی گھر کے ممبران کو پوچھ کر جانا چاہیے تاکہ کسی بھائی، بہن، بھابھی اور بیٹی کی ضرورت بھی پوری کی جا سکے۔

سہولت نمبر 2 اگر ہو سکے تو اپنے قریبی رشتہ دار یا پڑوسیوں کا خیال رکھتے ہوئے ان کے لیے بھی سودا سلف لانے یا منگوانے یا بھجوانے میں مدد کردی جائے

سہولت نمبر 3 ہم اپنے ہی گھر کا واش روم استعمال کرتے ہوئے جب باہر نکلیں تو ذرا ڈبلیو سی یا کموڈ کو ایک نظر ضرور دیکھ لیں کہ کہیں اپنی گندگی تو لگی نہیں رہ گئی؟اگر ایسی صورت ہو تو ہم پانی مزید بہا کر دوسروں کی سہولت کا سامان کر دیا کریں۔

سہولت نمبر 4 والدین کی خدمت،ضرورت اور دیکھ بھال،علاج معالجہ بروقت کرنے میں ضرور مددگار بن کر رہیے۔

سہولت نمبر 5 ہمیشہ اپنے بیوی بچوں اور قریبی رشتہ داروں خصوصاً غریب قریبی رشتہ دار اور غریب قریبی پڑوسیوں کا کسی نہ کسی صورت میں مددگار، سہولت کار بنتے رہنا چاہیے۔

اللہ ربّ العزت ہم سب کو دوسروں کو فائدہ پہنچانے والوں میں ہمیں بھی قبول فرمالیں آمین۔

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ اَجْمَعِیْن

الحدیث: ترجمہ، جو فساد کے زمانہ میں سنت پر عمل کرے گا اسے 100 شہیدوں کے اجر کے برابر ثواب ملے گا(المعجم الاوسط للطبرانی 5414 اسنادہ حسن)

طلباء کرام! نیتوں کو درست کر لیجیے!

محمد آصف
لاہور

مفتی اعظم پاکستان حضرت محمد شفیع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تم شروع سال ہی سے اپنی نیت کو درست کر لو اپنی نیت یہ رکھو کہ ہم جو کچھ پڑھ لکھ رہے ہیں اس سے رضائے الٰہی حاصل کرنا ہے۔ اگر اس مقصد کو مدّنظر رکھ کر تم نے تعلیم کی ابتداء کی تو اِن شاء اللہ تعالیٰ تمہیں پڑھنے کا پورا پورا ثواب ملے گا۔ اور اگر خدانخواستہ یہ علم پڑھنے کا کوئی اور اِرادہ ہے مثلاً یہ کہ لوگ تمہاری عزت کریں، تمہیں مفتی صاحب کہیں اور تمہارے ہاتھوں اور قدموں کو بوسہ دیں وغیرہ، اگر یہ نیت ہے تو فوراً توبہ کر لو اور اپنی نیت کو فوراً صحیح کرو۔

80 سالہ زندگی کا نچوڑ اسی طرح ایک مرتبہ طلباء سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: میں اپنی اسّی سالہ زندگی کا نچوڑ اور حاصل آپ کو بتلا رہا ہوں، اس کو توجہ سے سنو! یہ خلاصہ ساری دنیا دیکھ کر اور دنیاداروں اور دین داروں کا تجربہ کر کے اور زندگی کے تمام اُتار چڑھاؤ دیکھ کر بیان کر رہا ہوں وہ یہ ہے کہ آپ جس کام میں لگے ہیں (یعنی تعلیم و تعلّم) اگر یہ خلوص کے ساتھ محض حق تعالیٰ جل شانہ کی رضا کے لیے ہے تب تو یہ ایسا عظیم الشان کام ہے کہ دنیا کا کوئی کام اس کے برابر نہیں یہ سب سے بہتر اور افضل ہے اور اگر خدانخواستہ مقصود اس سے رضاءِ الٰہی نہیں بلکہ دُنیا کمانا مقصود ہے جیسا کہ آج کل یہ کام صرف ایک پیشہ بن کر رہ گیا ہے تو میرے عزیزو! پھر دنیا میں اس سے بدتر کوئی کام نہیں (العیاذ باللہ تعالیٰ)۔

طالب علم کیا نیت کرے؟ علامہ زرنوجی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ طالب علم کے لیے ضروری ہے کہ علم حاصل کرنے کے زمانہ میں نیت کو درست رکھے، تمام حالات میں نیت ہی اصل چیز ہے، کیوں کہ حدیث شریف میں ہے، ترجمہ: اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔ (صحیح البخاری، رقم الحدیث: 01)

پھر چند سطر کے بعد لکھتے ہیں علم حاصل کرنے سے طالب علم کی نیت اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور آخرت میں کامیابی ہونی چاہیے اور یہ بھی نیت کرے کہ میں جہالت کو اپنے آپ سے اور دوسرے جاہلوں سے دور کروں گا تاکہ میں اور تمام مسلمان علم کی روشنی میں اسلام پر چل سکیں۔ (تعلیم المتعلم، فصل فی النیۃ، ص: 12)

بقیہ ص: 7 کا

4 بہترین لوگ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔“

(صحیح بخاری، باب خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ: 5027)

کلامِ پاک چوں کہ اصل دین ہے، اِس کی بقا و اشاعت پر ہی دین کا مدار ہے، اِس لیے سیکھنے اور سکھانے کا افضل ہونا ظاہر ہے، پھر قرآن شریف کے سیکھنے اور سکھانے کی انواع (اقسام) مختلف ہیں، کمال یہ ہے کہ مطالب و مقاصد سمیت سیکھے اور ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ فقط اَلفاظ سیکھے۔ (جاری ہے)

الحدیث، ترجمہ: چاشت کی نماز اللہ تعالیٰ کی طرف بہت زیادہ رجوع کرنے والوں کی نماز ہے (المستدرک علی الصحیحین: 1182، اسنادہ صحیح)

بچہ اور قرآن کریم سے محبت و تعلق

قرآن کریم کے مضامین بچوں کے ذہن نشین کرنے کا معاملہ بہت اہم ہے، اس لیے کہ بچوں کا قرآن کریم سے صحیح تعلق اور وابستگی ان کے ذہنوں میں اسلامی عقائد کو راسخ کرتی ہے، جیسے تمام معاملات میں بچوں کو قرآن کریم کی طرف رجوع کرنے اور اس سے راہ نمائی لینے کی تعلیم دینا ان میں فکرِ سلیم کی بنیاد پیدا کرتی ہے جس کی مدد سے وہ بچے پھر حق و باطل، خیر و شر اور کفر و ایمان میں فرق کرنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ قرآن کریم ہمیشہ اسلامی عقائد کا منبع اور سرچشمہ رہا ہے اور رہے گا، اگر والدین و اَساتذہ کرام نے بچوں کے دلوں کو قرآن کریم سے جوڑ دیا ہو، ہر وقت اسی کے معانی و مضامین کے ذریعہ ان کی تربیت، پرورش کی ہو تو پھر وہ بچے قرآن کریم سے محبت کریں گے، اس کے ساتھ ان کا تعلق مزید بڑھے گا، اور بچوں کے دلوں میں قرآن کریم کی محبت ڈالنے کا کام بالکل ابتدائی مرحلہ میں شروع ہو جاتا ہے، دانشمند والدین کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس اہم کام کی طرف بھرپور توجہ دیں اور مقدور بھر کوشش صرف کرے۔

ابنِ سینا کی نصیحت اِبن سینا کہتے ہیں کہ جب بچہ تلقین کے قابل ہو جائے اور بات سن کر یاد رکھنے کا اہل ہو جائے تو اسے قرآن کریم کی تعلیم شروع کروادی جائے، حروفِ تہجی کی اس کے سامنے صورت و شکل لائی جائے، اور اسے دین کی باتیں سکھائی سمجھائی جائیں۔

امام سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ کی نصیحت اِمام سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ تو اس امر کی تاکید فرماتے ہیں کہ بچوں کی تربیت قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق ہونی چاہیے، وہ فرماتے ہیں کہ بچوں کو قرآن کریم کی تعلیم دینا دینِ اسلام کا ایک اصول ہے، تاکہ ان کی پرورش فطرت کے مطابق ہو اور ان کے دلوں میں سب سے پہلے حکمت کے انوار جائیں اس سے پہلے کہ نفسانی خواہشات اُن پر قابض ہوں اور ضلالت و معصیت سے ان کے دل سیاہ ہو جائیں۔

ابن خلدون کا فرمان فرماتے ہیں کہ والدین کا بچوں کو قرآن کی تعلیم دینا دینِ اسلام کا ایک شعار ہے، اہلِ ملت نے اسی پر عمل کیا ہے اور اپنے اپنے علاقوں میں اسی کو رواج دیا ہے، کیوں کہ قرآنی آیات اور متونِ اَحادیث کے سبب بچوں کے دلوں میں ابتداء ہی میں ایمان اور عقائد راسخ ہو جاتے ہیں۔

اور اس طرح وہ بچے بچپن ہی سے عقائد سیکھ جائیں گے اور ان کی نشو و نما قرآن کریم کی محبت، اس سے تعلق، اس کے احکامات کی بجا آوری اور ممنوعات سے اجتناب کے ساتھ گزرے گی، پھر وہ بڑے ہو کر قرآنی اَخلاق اور قرآنی طریقہ کو اپنائیں گے، اور اس کے مطابق اپنی زندگی گزاریں گے اِن شاء اللہ تعالیٰ

اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن کریم سے دلی لگاؤ اور اس پر عمل کرنا نصیب فرمائیں آمین ثم آمین۔

بچوں میں مطالعہ کی عادت کیسے ڈالیں؟

مولانا ابو سنان صاحب

تمام کتابوں میں سب سے بڑھ کر قرآن مجید ہے، بچہ کو قرآن مجید کی تلاوت کا شوق و عادت ڈلوائیں۔

1 بعض اوقات یا اکثر اوقات اپنا ذاتی مطالعہ بچوں کی آنکھوں کے سامنے کیا کریں، اس کی عادت بنالیں، بے شک ابھی بچہ چند دن، چند ماہ یا سال کا ہی کیوں نہ ہو، اس عمل کے اثرات بچوں پر لازمی پڑتے ہیں۔

2 بچے ذرا کھیلنے اور ہاتھ پاؤں مارنے کے قابل ہوں تو چند ناکارہ یا غیر ضروری کتابیں بچوں کو دے دیں، بچوں کو موقع دیں کہ بے شک وہ ان کو پھاڑیں، گندا کریں، خراب کریں یا ادھر اُدھر پھینکیں۔

3 بچوں کو دیگر کھلونوں کے ساتھ ساتھ کھلونوں کی شکل کی یا ہارڈ فارم میں کتابیں بھی لا کر دیں، یہ خاص کتب ہوتی ہیں جنہیں بچے آسانی سے خراب نہیں کر سکتے۔

4 بچے ذرا بڑے ہو جائیں تو اُنہیں پاس لٹا یا بٹھا کر چھوٹی چھوٹی سبق آموز کہانیاں اور اسلامی کہانیاں دلچسپ انداز سے سنانا شروع کر دیں۔ خیال رہے کہ شروع میں خصوصی طور پر آپ کا انداز بالکل عام فہم اور انتہائی دلچسپ ہونا چاہیے، اس دوران اشاروں، حرکات اور تاثرات وغیر کا خوب استعمال کریں۔

5 گھر میں ایک کمرہ یا کسی کمرہ یا الماری کا ایک حصہ مختص کر کے اسے لائبریری کا نام دے دیں، بے شک اس کمرہ یا الماری میں برائے نام کتب ہی کیوں نہ ہوں مگر اس کا نام لائبریری ہی پکاریں اور روزانہ کا کچھ نہ کچھ وقت اس لائبریری میں ضرور گزاریں۔

6 جب آپ نے اپنے لیے کتابیں خریدنی ہوں تو بچوں کو بھی ساتھ لے جایا کریں، ممکن ہو تو بچوں کو کبھی کبھار کسی لائبریری بھی لے جایا کریں۔

7 ماہ نامہ علم وعمل لاہور، محاسن اسلام، بچوں کا اِسلام خواتین کا اِسلام وغیرہ رسائل زیادہ نہیں تو کم از کم تین رسالے تو لازمی مہینہ وار لگوائیں، اس مہنگائی کے دور میں بھی کل سو روپے سے بھی کم قیمت میں تینوں رسالے آجاتے ہیں، آغاز میں ان رسالوں سے کہانیاں اور واقعات وغیرہ پڑھ کر بچوں کو سنایا کریں، جب بچے بڑے ہوں گے تو خود ہی پڑھنا سمجھنا شروع کر دیں گے۔

8 جب بچے اسکول جانے لگیں گے تو کچھ عرصہ بعد خود ہی آہستہ آہستہ مطالعہ کرنا شروع کر دیں گے، ابتداء میں وہ اٹک اٹک کر پڑھیں گے اور بار بار آپ سے مختلف الفاظ کا تلفظ اور مطلب پوچھیں گے، یعنی آپ کو بار بار تنگ کریں گے۔ یاد رہے کہ تمام مراحل میں یہ سب سے مشکل مرحلہ ہے، اس مرحلہ میں آپ نے بڑے صبر و حوصلہ سے کام لینا ہے۔ نرمی، توجہ اور محبت کے ساتھ بچوں کی مدد اور حوصلہ افزائی کرنی ہے، وقت کے ساتھ ساتھ بچوں کو مطالعہ میں آپ کی ضرورت کم ہوتی جائے گی۔

9۔ کچھ ہی عرصہ کے بعد بچے روانی سے مطالعہ کرنا شروع کر دیں گے اور اب انہیں مطالعہ کے دوران شاذ و نادر ہی آپ کی ضرورت پیش آئے، مگر اس سلسلہ میں انہیں کچھ نہ کچھ توجہ ضرور دیتے رہیں۔

مختصر زندگی... طویل اُمیدیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ وَنُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ وَخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ اَجْمَعِيْنَ

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالْخَوَاتِيْمِ (المعجم الکبیر:5784،حسن لغیرہ)

ترجمہ: حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: اعمال کا دار و مدار خاتمہ پر ہے۔
یعنی خاتمہ کے وقت اعمال ایمان کے ساتھ تھے تو ہی قابلِ ذکر ہوں گے، قابلِ نجات بھی ہو سکتے ہیں اور قابلِ درجات بھی ہو سکتے ہیں، قابلِ معافی بھی ہو سکتے ہیں۔ لیکن اگر خدانخواستہ خاتمہ کے وقت ایمان نہیں ہوگا تو کسی نبی کی سفارش بھی جہنم سے بچا نہ سکے گی۔ مرنے کے بعد بالکل ختم نہیں ہو جانا، ہو سکتا ہے کوئی سو جائے، سُلا دیا جائے قیامت تک، لیکن اصل زندگی تو مرنے کے بعد شروع ہوتی ہے۔
اصل راحت تو مرنے کے بعد ملتی ہے، اصلی اعمال کی جزاء تو مرنے کے بعد ملتی ہے۔ اس کا تو آغاز ہے۔ جیسے ہر چیز کا اختتام ہوتا ہے ایسے ہی زندگی کا اختتام ہونے کے بعد اصل آغاز راحت یا آغاز تکلیف شروع ہوگا۔ زندگی مختصر، کام مختصر، عمل مختصر، نیت مختصر، اوقات مختصر لیکن ہمارے جذبے، ہمارے ارادے، ہماری اُمیدیں لمبی چوڑی ہیں۔ اختتام ہمارے روح اور بدن کا ہوگا اختتام ہمارا نہیں ہوگا۔ پیدائش کے بعد اب کبھی اختتام نہیں جیسے جنت، جہنم پیدا ہو گئیں اب کبھی اِختتام نہیں۔ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ (ہر کوئی جو بھی زمین پر ہے فنا ہو جانے والا ہے)۔ (سورۃ الرحمٰن، آیت:26)
(ہر چیز نے فنا ہونا ہے)۔ یہ فنا دُنیا کی رونق کو ہے، دُنیا کی زیب و زینت پر پردے پڑیں گے۔ انسان ختم نہیں ہوگا۔ یہ چاند، سورج، ستارے ختم ہو جائیں گے، یہ عمارتیں وغیرہ ختم ہو جائیں گی لیکن انسان ختم نہیں ہوگا، انسان اس دُنیا سے منتقل ضرور ہوگا لیکن ختم نہیں ہوگا۔ ہم اپنی آخرت کے آغاز کے لیے، دنیاوی زندگی کے انجام کے لیے انتظار میں بیٹھے ہیں۔
ہمارا جب انتقال ہوگا یعنی روح جسم سے جدا ہوگی اس وقت ہمارے اعمال ہی پر دار و مدار ہوگا کہ کن اعمال سے اس کا واسطہ رہا اور کس حالت میں زندگی گزار کر آیا۔ اچھے اعمال پر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے انعامات ملیں گے۔ حالاں کہ ہمارے اعمال حقیقت میں اس قابل نہیں کہ ہم ان کے دربار میں پیش کر سکیں۔ اور یہ اَعمال بھی حسنِ خاتمہ کے ساتھ ہی کام آ سکیں گے۔
مثال کے طور پر زندگی گناہوں میں گزری، اب آخر عمر میں اعمال میں تبدیلی آئی، نیکیاں شروع کر دیں، ہر وقت ذکر کرنے لگا، مرتے دم زبان پر کلمہ جاری رہا تو یہ موت خاص ہو گئی۔ فرشتے اِستقبال کر رہے ہوں گے، اور بالفرض العیاذ باللہ تعالیٰ! گناہ کرتے کرتے موت آ گئی تو یہ ذلت و رُسوائی کا ذریعہ بنے گا اور فرشتے بھی پٹائی کرتے ہوئے جان نکالیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اعمالِ خیر کی توفیق عطا فرمائیں اور
ہم سب کا خاتمہ بالخیر فرمائیں آمین ثم آمین

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ اَجْمَعِيْنَ

الحدیث: ترجمہ، بہترین شخص وہ ہے جس کی عمر لمبی اور اعمال نیک ہوں۔ (ترمذی:2329، اسنادہ حسن)

اعتکاف اور مسائل سے آگاہی / داخلے / تعلیمی صدقہ جاریہ میں حصہ لیجیے!

○ اِس جامعہ کے مدرس مولانا شکیل احمد صاحب بیماری کے بعد 28 مارچ کو انتقال فرما گئے، اِنا للہ وِانا اِلیہ رَاجعون۔ اللہ تعالیٰ مولانا صاحب کی بخشش فرما کر اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائیں آمین ثم آمین۔

○ گزشتہ سالوں کی طرح اِس سال بھی ماہِ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اِس ادارہ کی جامع مسجد میں مَرد حضرات کے لیے اجتماعی اعتکاف میں بیٹھنے کا نظم رہا الحمد للہ تعالیٰ۔ دورانِ اعتکاف اِس جامعہ کے مہتمم و مدیر صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ کی بعد نمازِ تراویح معتکفین کے ساتھ خصوصی نشست ہوتی تھی۔

○ اِس جامعہ میں درجہ کتب میں داخلے عیدالفطر کے بعد ۱۰ شوال ۱۴۴۴ھ / بمطابق یکم مئی سے ہونا طے پائے ہیں۔ جن کا دورانیہ تقریباً ایک ہفتہ ہوگا۔

درجہ اولیٰ کے داخلہ کے لیے میٹرک پاس ہونا ضروری ہوگا، جب کہ میٹرک پاس اور حافظِ قرآن کو درجہ اُولیٰ کے داخلوں میں ترجیح حاصل ہوگی اِن شاء اللہ تعالیٰ۔

''درجہ اُولیٰ'' کے علاوہ'' درجہ ثانیہ تا درجہ سابعہ (موقوف علیہ)'' میں داخلہ کے خواہش مند ممتاز درجہ میں پاس ہونے والے طلباء بھی چند مخصوص نشستوں پر داخلہ لے سکتے ہیں۔ اور دورۂ حدیث شریف میں داخلہ کے لیے ''جید جدًا'' یا کم از کم ''جید'' درجہ میں پاس ہونا ضروری ہے۔

''درجہ موقوف علیہ'' اور ''دورہ حدیث شریف'' کے طلباء کو ماہانہ معقول وظیفہ بھی دیا جاتا ہے۔

داخلہ کے خواہش مند طلباء کا سابقہ اَسناد وغیرہ کے ساتھ اپنا اصل شناختی کارڈ اور اُس کی ایک عدد فوٹو کاپی ساتھ لانا ضروری ہوگا۔ بصورتِ دیگر اپنے والد یا سرپرست کے شناختی کارڈ کی کاپی ہمراہ لانا ضروری ہوگا۔ داخلہ کے لیے والد / سرپرست کو بھی ساتھ آنا چاہیے

○ اِس جامعہ میں طلباء کو تعلیم و تربیت کے علاوہ دی جانے والی سہولیات میں سے چند یہ ہیں، مثلاً: تین وقت کا عمدہ کھانا، لیبارٹری سے چیک شدہ فلٹر پانی، فریج، فری ڈسپنسری، کپڑے دھونے کے لیے واشنگ مشین، صاف ستھرے رہائشی کمرے، چارپائی، سولر، موسمِ گرما میں دورہ حدیث شریف کے اَسباق میں اے سی کی سہولت، چہل قدمی کے لیے بہترین باغیچہ، جامعہ کی حدود میں موجود کینٹین اور جنرل اسٹور وغیرہ۔

جامعہ کے فی طالب علم کا ماہانہ و سالانہ خرچہ

درجہ حفظ کے ایک غیر رہائشی طالب علم کا ماہانہ خرچ 2000 روپے تقریباً اِس طرح درجہ حفظ کے ایک غیر رہائشی طالب علم کا سالانہ خرچ =/24000 روپے تقریباً۔ اور درجہ کُتب کے ایک طالب علم کا کل تعلیمی ماہانہ خرچ 7500 روپے تقریباً (کھانا 4500 اور دِیگر اخراجات 3000 روپے تقریباً) اس طرح درجہ کُتب کے ایک طالب علم کا کل تعلیمی سالانہ خرچ 90,000 روپے (کھانا 54000 اور دِیگر اخراجات 36000 روپے تقریباً)۔

مخیّر حضرات اپنے اور اپنے مرحومین کے ایصالِ ثواب کے لیے اِس صدقۂ جاریہ میں حصہ لیجیے۔ نیز صدقات، زکاۃ وعطیات اور عشر وغیرہ کے لیے بھی یہ اِدارہ ایک اچھا مصرف ہے۔

Monthly ILM-O-AMAL Lahore CPL No. 200 الله اکبر

استخارے کی مختصر دُعا

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی کام کا ارادہ فرماتے تو یہ دعا پڑھتے:

اَللّٰهُمَّ خِرْلِیْ وَاخْتَرْلِیْ

سنن الترمذی:3516،باب ماجاء فی عقدالتسبیح بالید،حدیث ضعیف

اے اللہ! میرے لیے بہتر کا اِنتخاب فرما اور میرے لیے بہتر پسند فرما!

نعمت اور عافیت چھن جانے سے ڈریئے!

نبی کریم ﷺ کی دُعاؤں میں یہ بھی شامل تھی:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِکَ وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِکَ وَفُجَاءَةِ نِقْمَتِکَ وَجَمِيْعِ سَخَطِکَ

صحیح مسلم:2739،باب اکثر اهل الجنة الفقراء

اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں نعمت کے زائل ہو جانے سے، عافیت کے پھر جانے سے، اچانک پکڑ سے اور تیری ہر طرح کی ناراضگی سے۔

ناپسندیدہ شخص

مردوں (اور عورتوں) میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ مبغوض اور ناپسندیدہ وہ ہے جو سخت جھگڑا کرنے والا ہے

الصحیح البخاری، باب قول اللہ تعالیٰ وھو الد الخصام:2457

اولاد کو علم و ادب سکھایئے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک شخص سے فرمایا: اپنے بیٹے کو ادب سکھاؤ کیوں کہ تم سے تمہارے بیٹے کے بارے میں پوچھا جائے گا کہ تم نے اسے کیا ادب سکھایا؟ اور اسے کیا تعلیم دی؟ اور تمہارے بیٹے سے تمہارے ساتھ حسن سلوک اور تمہاری اطاعت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ السنن الکبریٰ للبیہقی:5301، باب ماعلی الاباء والامہات من تعلیم الصبیان امر الطہارۃ والصلوٰۃ

رسالہ ماہنامہ علم و عمل لاہور کی رقم جمع کرانے کے لئے

« "بینک الفلاح" کا اکاؤنٹ نمبر: 5575-5000028650

« "البرکہ بینک" کا اکاؤنٹ نمبر: 0322-0102580779016

بنام: Mahnama ilm-o-amal Lahore

ماہنامہ علم و عمل لاہور کے اِجراء اور معلومات کے لئے رابطہ نمبرز:

❶ 0302-4143044
❷ 0331-4546365

مدرسہ کے لئے رابطہ نمبر:
0322-8405054
0321-4200041
042-35272270

جامعہ عبداللہ بن عمر (رجسٹرڈ) 23 کلومیٹر فیروز پور روڈ، گجو متہ نزد کاہنہ نو۔ لاہور، پاکستان

53100 پوسٹ کوڈ: